بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 61

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۹ — شمارہ ۱۰

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
تبلیغی ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳ر امان (مارچ) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ۹ر تبلیغ (فروری) کی اطلاع یہ تھی کہ جب حضور نماز عشاء پڑھانے کے لئے مسجد تشریف لے جا رہے تھے تو ہاتھوں میں سنسناہٹ سی محسوس ہوتی اور نماز پڑھانے کے دوران ضعف محسوس ہونے لگا۔ نماز کے بعد بھی یہ کیفیت نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔ بلڈ پریشر ٹھیک تھا البتہ نبض کچھ تیز تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو گھنٹہ تک طبیعت بہتر ہوگئی —— اس کے بعد مسلسل اطلاعات طبیعت کے نسبتاً بہتر ہونے کی موصول ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ۱۷ر تبلیغ کو حضور انور نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ ۲۶ر تبلیغ کی اطلاع ہے کہ طبیعت پہلے سے اچھی ہے۔ لیکن ضعف کی شکایت رہتی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

۲۶ر ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ — ۵ر امان ۱۳۴۹ ہش — ۵ر مارچ ۱۹۷۰ء

وجے واڑہ (آندھرا) میں لامذہب اور دہریہ لوگوں کی کانفرنس

احمدی مبلغ کی تقریر اور تقسیم لٹریچر

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ

DECCAN CHRONICLE اخبار سکندر آباد میں یہ اعلان شائع ہوا کہ وجے واڑہ صوبہ آندھرا میں ۱۱ر جنوری تا ۱۸ر جنوری —— لامذہب لوگوں کی کانفرنس ATHEISTS ہو رہی ہے۔ مسٹر GORA اس کے کنوینر ہیں۔ اور اس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے ذرائع پر غور کیا جائے کہ موجودہ سوسائٹی سے رنگ و نسل اور مذہب کے اختلافات مٹ جائیں۔ انسانیت کی بنیاد پر آپس میں اتحاد ہو۔ اور باہمی شادی بیاہ کے تعلقات قائم ہوں۔ دُنیا سے غربت کو ختم کیا جائے۔ اور جمہوریت کو فروغ دیا جائے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے بارے میں مکرم فاضل الدین صاحب سکندر آباد نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان کو اطلاع دیتے ہوئے خواہش کی کہ اس موقعہ پر کسی مبلغ کو وجے واڑہ بھجوایا جائے۔ اور اس سے تبلیغی فائدہ اٹھایا جائے۔ کیونکہ یہ کانفرنس لامذہب لوگوں کی طرف سے اپنی قسم کی پہلی کانفرنس ہے۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ میں فوری طور پر وجے واڑہ جاکر اس کانفرنس میں شرکت کروں۔ اور دہریت کے مقابل پر اسلام کی تعلیم کو پیش کروں۔

اطلاع ملتے ہی نظارت کے اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار ۱۲ر جنوری کی شب کو وجے واڑہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ اور ۱۴ر جنوری کو وہاں پہنچ گیا۔ وجے واڑہ میں ہمارا کوئی احمدی دوست مقیم نہیں۔ اور میرے لئے بھی وجے واڑہ شہر میں جانے کا پہلا موقعہ تھا۔ اُدھر اس کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے ہمارے نام کوئی دعوت نامہ بھی نہیں تھا۔ پھر لامذہب اور دہریہ لوگوں کی اپنی کانفرنس میں شریک ہوکر ہستی باری تعالیٰ۔ ضرورتِ مذہب اور فضائلِ اسلام پر تقریر کرنے کا موقعہ حاصل کرنا بظاہر مشکل نظر آتا تھا۔ بہرحال خدا تعالیٰ پر توکّل کرکے دُعائیں کرتا ہوا میں وہاں پہنچا۔ یہ کانفرنس وجے واڑہ کے مضافات میں Patamata مقام پر ہو رہی تھی۔ جو وجے واڑہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

جب میں اس کانفرنس میں پہنچا تو وہ لوگ حیران ہوئے کہ دہریہ اور لامذہب لوگوں کی کانفرنس میں ایک مذہبی آدمی کی آمد و شرکت کا کیا مقصد؟ کیونکہ صرف میں ہی ایک مسلمان وہاں تھا۔ اجلاس کے اختتام پر خاکسار مسٹر GORA سے ملا۔ اپنی آمد کی غرض و غایت بتائی۔ وہ بڑی محبت و اخلاق سے پیش آئے۔ اور مجھ سے خواہش کی کہ میں اپنا سامان یہاں ہی لے آؤں اور Delegates کے ساتھ ہی قیام کروں۔ میں نے موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے پہلے مسٹر GORA کی خدمت میں لٹریچر پیش کیا اور اسی طرح پھر دوسرے ذمہ دار اراکین کو دیا۔ مسٹر GORA نے حاضرین سے میرا تعارف کروایا اور اعلان کیا کہ مولوی امینی صاحب اب ہمارے پاس ہی قیام کریں گے۔ آپ ان سے ملاقات کرکے تبادلۂ خیالات بھی کر سکیں گے۔ اس کے بعد میں اپنا سامان اسٹیشن سے اپنی قیام گاہ پر لے آیا۔

مسٹر GORA معمر آدمی ہیں۔ یہ گاندھی جی کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ کالج میں پروفیسر تھے۔ کئی مرتبہ جنگِ آزادی میں قید بھی ہوئے۔ خود اعلیٰ ذات کے ہندو ہیں۔ مگر اچھوتوں کی حالتِ زار کو دیکھ کر ان کے دِل میں ہندو دھرم کے خلاف جذبات پیدا ہوئے۔ اور انسانیت کی بلندی کے لئے چھوت چھات کے خلاف آواز بلند کی۔ نہ صرف آواز بلند کی بلکہ عملی طور پر اپنے بیٹوں اور بہنوں کی شادیاں نیچ ذات والے افراد سے کیں اور ان کا یہ اقدام آہستہ آہستہ انہیں لامذہبیت اور دہریت کی طرف لے گیا اور اب Patamata میں "Atheistic Centre" قائم کرکے وہ اپنے نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ اور انہیں نظریات کو عملی طور پر فروغ دینے اور پروگرام بنانے کے لئے یہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کانفرنس میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے نمائندے آئے ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد اساتذہ اور طلباء کی تھی۔ چار غیر ملکی نمائندگان دو انگلستان سے۔ ایک امریکہ سے اور ایک آسٹریلیا سے اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔ انگلستان کے ایک دوست Mr. Bornbi دہریت کو فروغ دینے میں زیادہ سنجیدہ نظر آتے تھے۔ وہ انگلستان میں "برٹرنڈ رسل" کے معاونین میں سے ہیں۔ اب چونکہ میں ان Atheists کے ساتھ ہی قیام پذیر تھا مجھے ان سے تبادلۂ خیالات کا کافی موقعہ ملا۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اسلام کے بارے میں غلط تصورات رکھتے ہیں۔ اور اُن ہی غلط تصوّرات کی بنیاد پر اسلام پر اعتراضات کرتے ہیں۔ لیکن جب میں نے ان کے اعتراضات کے معقول جواب دئے اور اسلامی تعلیمات کے حقائق و فضائل کو ان پر واضح کیا تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُسی رات کو مسٹر GORA نے مجھ سے کہا۔ کہ مولوی امینی صاحب! ہمارے دوستوں کی خواہش ہے کہ کل ۱۵ کو آپ مذہب اور اسلام پر ایک تقریر کریں۔ وہ سوالات کریں گے آپ اُن کے جوابات دیں۔ میں نے کہا کہ میں اس کے لئے تیار ہوں اور میری یہاں آمد کی یہی تو غرض و غایت ہے جس کے اسباب میرے مولیٰ کریم نے از خود پیدا فرما دیئے ہیں۔ چنانچہ ۱۵ر جنوری کے اجلاس میں خاکسار نے ہستی باری تعالیٰ اور اسلامی تعلیم کے محاسن و فضائل پر انگریزی زبان میں آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ اس تقریر میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اقدس اور آپ کے الہامات کو زندہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں پیش کیا۔ اس تقریر کا ترجمہ ساتھ ساتھ تیلگو میں کر دیا گیا۔ اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو قریباً پون گھنٹہ جاری رہا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ یہ تعلیم یافتہ لوگ اسلام کے بارے میں کتنی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ اور انہیں غلط فہمیوں کی وجہ سے وہ اسلام کی خوبصورت اور دلآویز تعلیمات پر اعتراضات کر رہے ہیں۔ مثلاً تعددِ ازدواج۔ جہاد۔ غیر مسلموں کو کافر کہنا۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کو ماننا توہمات کو ترقی دینا ہے۔ مذہب انسان کی ذہنی اور سائنسی ترقی میں روک ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر جب میں نے

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۵ رامان ۱۳۴۹ ہش

مولینا ابُوالکلام آزاد — اور — مسئلہ خلافت

۲۲ رفروری کو دارالسلطنت دہلی میں مولینا ابو الکلام آزاد کی بارھویں برسی منائی گئی۔ شریمتی اندرا گاندھی وزیر اعظم نے خطاب کیا۔ اخبارات میں آپ کی خدمات کے تذکروں اور افکارِ عالیہ پر مشتمل مضامین شائع ہوئے۔ اس میں شک نہیں مولینا ملک کی ناقابلِ فراموش شخصیت تھے۔ جنہوں نے نہ صرف جنگِ آزادی میں بھرپور حصہ لیا بلکہ حصولِ آزادی کے بعد تعمیرِ وطن میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپ نہ صرف سیاسی لیڈر تھے بلکہ بلند پایہ ادیب اور ایک جیّد عالمِ دین بھی تھے۔ قرآن و حدیث اور اسلامیات پر بالغ نظر رکھنے والے ایسے مفکّر کہ تحریر و تقریر میں زبردست قدرت کے مالک تھے۔ آپ کی کلام میں تاثیر تھی اور دلائل میں پختگی۔ جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

ایک زمانہ سے سارا عالمِ اسلام جس پراگندگی اور تشتّت سے دوچار ہے وہ ایک بڑے المیہ سے کم نہیں۔ مولینا موصوف نے مسلمانوں کی اس زبوں حالی پر بھی غور و فکر کیا۔ اور اپنی ایک بلند پایہ تصنیف میں اس کی حقیقت اور اصلیت سے بڑی ہی بالغ نظری سے پردہ اٹھایا اور اس پریشان کُن مرض کی تشخیص میں ایسی صائب رائے قائم کی کہ اس کی تفصیلات آج بھی ویسی ہی مفید اور نہایت درجہ قابلِ عمل معلوم ہوتی ہیں جیسے آج سے کم وبیش نصف صدی پہلے منظرِ عام پر آئیں۔

مرحوم مولانا نے اپنی تصنیف "مسئلہ خلافت اور جزیرۂ عرب" میں خلافت کے مسئلہ پر مدلّل اور مفصّل بحث کرتے ہوئے مسلمانوں کی حقیقی ترقی اور سربلندی کو خلافت ہی سے وابستہ قرار دیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں جب تک خلافتِ راشدہ کا سلسلہ جاری رہا، وہ ترقی کی دوڑ میں ہر قوم سے آگے رہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور خلافت کی بجائے ملوکیت نے اُن پر قبضہ کرلیا تو ترقی کی رفتار بھی کم ہونی شروع ہوگئی۔ اور آج اُمتِ مسلمہ کے انحطاط اور زوال کا جو حال ہے اس پر کوئی دردمند آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مسلمانوں کے انحطاط اور زوال کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک امام کی آواز پر چلنا اور ایک خلیفہ کی اُسی طرح اتباع کرنا جس طرح نبض حرکتِ قلب کی اطاعت کرتی ہے، چھوڑ دیا ہے۔ اور وہ پراگندہ دِل اور پراگندہ دماغ ہوگئے۔ اس لئے دُنیوی طور پر انہیں ایسے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا جو اس وقت دُنیا کے سامنے ہیں۔

آج بھی مسلمانوں کی پھر سے ترقی اور سربلندی کی ایک ہی سبیل ہے۔ کہ وہ ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دے دیں۔ اور اس کی اسی طرح اتباع کریں جس طرح صحابہؓ نے چودہ سو سال پہلے خلفاء اربعہ کی اطاعت کی۔ یا جس طرح جماعتِ احمدیہ آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ اور اس کے اشارہ پر خدمتِ دین کے لئے بےنظیر قربانیاں پیش کر رہی ہے۔ اور ساری دُنیا میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے کام میں مشغول ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی تصنیف "مسئلہ خلافت اور جزیرۂ عرب" میں خلافت کے مسئلہ پر پُوری شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے۔ ہم ذیل میں اسی تصنیف کے چند ضروری اقتباسات [illegible] کرتے ہیں۔

(۱) — مولانا خلافت کی ضرورت و اہمیت کو تفصیلاً بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قرآن نے یہ حقیقت جابجا واضح کی ہے کہ جس طرح اجسام و اشیاء کی زندگی اپنے اپنے [illegible] سے وابستہ ہے۔ اسی طرح نوعِ انسانی اور اس کی جماعت کے افراد کا جسمانی و معنوی بقاء بھی قانونِ مرکزیت پر منحصر ہے۔ جس طرح ستاروں کی زندگی اور حرکت کا مرکز و محور سورج کا وجود ہے۔ اسی طرح نوعِ انسانی کا بھی مرکزِ سعادت انبیاءِ کرام کا وجود ہے۔ پس اس کی اطاعت و انقیاد۔ بقاءِ حیات کے لئے ناگزیر ٹھہری.....
..... پھر قوم و ملت کے بقاء کے لئے ہر طرح کے دائرے اور ہر طرح کے مراکز قرار دئے۔ اعتقاد میں اصل مرکز عقیدۂ توحید کو ٹھہرایا جس کے گرد تمام عقائد کا دائرہ قائم ہے..... عبادات میں صلوٰۃ مرکز قرار پایا جس کے ترک کے بعد تمام دائرہ اعمال منہدم ہو جاتا ہے........ پھر جس طرح شخصی اور اعتقادی زندگی کے لئے مراکز قرار پائے۔ ضرور تھا کہ جماعتی اور ملّی زندگی کے بقا کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا وہ مرکز بھی قرار دیدیا گیا۔ تمام اُمت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا اس کی معیت، اس کی رفاقت۔ اس کی اطاعت اور اس کی حرکت پر حرکت اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پہ انفاقِ جان و مال ہر مسلمان کے لئے فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں آ نہیں سکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اس قومی مرکز کا نام خلیفہ اور امام ہے۔ اور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا یعنی کتاب و سُنّت کے مطابق اس کا حکم ہے ہر مسلمان پہ اس کی اطاعت و اعانت اسی طرح فرض ہے، جس طرح خود اللہ اور اس کے رسول کی۔"

(صفحہ ۲۳ تا ۲۶)

(۲) — آگے چل کر احادیث نبویہ سے خلفاء کی ضرورت ثابت کرتے ہوتے لکھا:۔

"حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ جس نے خلیفہ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا یعنی اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن وہ اللہ کے سامنے حاضر ہوگا اور اس کے لئے کوئی بچاؤ نہ ہوگا۔ اور جو مسلمان اس دُنیا سے اس حال میں گیا، کہ خلیفہ کی بیعت و اطاعت کے حلقہ سے اس کی گردن خالی ہوتی تو یقین کرو کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہوئی۔ مَن فارقَ الجماعة شِبْرًا فكأنما خلع رِبقة الاسلام من عُنقهٖ (ترمذی) جو جماعت میں سے باہر ہوُا، تو گویا وہ اسلام کی پابندی سے باہر ہوگیا ایک روایت میں ہے دَخَلَ النَّارَ یعنی جو خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہوُا، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔"

(صفحہ ۳۱ و ۳۲)

(۳) — اسی رسالہ میں آگے چل کر مولانا مرحوم خلافت کے متعلق اسلام کے قانونِ شرعی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اسلام کا قانونِ شرعی یہ ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ اور امام ہونا چاہیئے..... اس کی اطاعت و اعانت ہر مسلمان پہ فرض ہے۔ اور مثل اطاعت خدا و رسول کے ہے۔ تا وقتیکہ اس سے کفر بواح (صریح) ظاہر نہ ہو۔ جو مسلمان اس کی اطاعت سے باہر ہوُا وہ اسلامی جماعت سے باہر ہوگیا۔ جس مسلمان نے اس کے مقابلہ میں لڑائی کی یا لڑنے والوں کی مدد کی اس نے اللہ اور اس کے رسُول کے مقابلہ میں تلوار کھینچی وہ جماعتِ اسلام سے باہر ہوگیا اگرچہ نماز پڑھتا ہو روزہ رکھتا ہو اور اپنے تئیں مسلم سمجھتا ہو۔"

(صفحہ ۱۳۲)

(۴) — اسی طرح لکھتے ہیں:۔

"قرآن و سنّت نے بتلایا ہے کہ شخصی زندگی کے معاصی کسی قوم کو یکایک برباد نہیں کردیتے۔ اشخاص کی معصیت کا زہر آہستہ آہستہ کام کرتا ہے لیکن جماعتی زندگی کی معصیت کا تخم (یعنی نظام جماعتی کا نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے، جو فوراً بربادی کا پھل لاتا ہے اور پوری قوم تباہ ہوجاتی ہے۔ شخصی اعمال کی اصلاح و درستگی ہی نظام اجتماعی کے قیام پر موقوف ہے۔ مسلمانانِ ہند جماعتی زندگی کی معصیت میں مبتلا ہیں۔ اور جب جماعتی معصیت سب پر چھا گئی ہے تو افراد کی اِصلاح کیونکر ہوسکتی ہے۔"

(صفحہ ۱۴۷)

(۵) — پھر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مسلمان اپنی جماعتی زندگی کی اس معصیت سے باز آجائیں، جس میں ایک عرصہ سے مبتلا ہیں۔ اور جس کی وجہ سے فوز و فلاح کے تمام دروازے اُن پر بند ہوگئے ہیں۔ "جماعتی زندگی کی معصیت" سے مقصود یہ ہے کہ ان میں ایک جماعت بن کر رہنے کا شرعی نظام مفقود ہو گیا ہے۔ وہ بالکل اس گلّے کی طرح ہیں جن کا انبوہ جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہوکر گم ہو گیا ہو۔ وہ بسا اوقات یکجا اکٹھے ہوکر اپنی جماعتی قوت کی نمائش کرنا چاہتے ہیں۔ کمیٹیاں بناتے ہیں۔ کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں لیکن یہ تمام اجتماعی نمائشیں شریعت کی نظروں میں بھیڑ اور انبوہ کا حکم رکھتی ہیں۔ جماعت کا حکم نہیں رکھتیں۔ بھیڑ اور جماعت میں فرق ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبۂ نکاح

دوست دعا کریں کہ ہمارے بڑوں میں خدمتِ دین کا جو بے لوث جذبہ تھا

وہ ان کی نسلوں میں بھی قائم رہے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ۹ رصلح ۱۳۴۹ ہش بمقام مسجد مبارک، ربوہ

۹ رماہ صلح بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل چار نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

۱۔ عزیزہ صبیحہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری عبدالحمید خاں صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور کا نکاح مکرم محمد سلطان ہارون صاحب پسر مکرم کرنل سلطان محمد خاں صاحب مرحوم سے (جو حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کے نواسے اور کوٹ فتح خاں ضلع کیمبل پور کے رہنے والے ہیں) بعوض مبلغ بیس ہزار روپیہ مہر

۲۔ عزیزہ خالدہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب باجوہ فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کا نکاح مکرم مظہر احمد صاحب پسر مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب فورٹ عباس ضلع بہاولنگر سے بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ مہر

۳۔ عزیزہ امۃ الباسط صاحبہ بنت مکرم شیخ بشیر احمد صاحب سکھری کوئٹہ کا نکاح مکرم رفیق احمد صاحب اختر پسر مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ سے بعوض مبلغ پندرہ ہزار روپیہ مہر

۴۔ عزیزہ محمودہ ایاز صاحبہ بنت مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ایاز مرحوم ربوہ کا نکاح مکرم نعیم احمد صاحب طاہر پسر مکرم مولوی ظہور حسین صاحب (سابق مبلغ بخارا) ربوہ سے بعوض چھ ہزار روپیہ مہر

اس موقع پر حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا:۔

اس وقت میں جن نکاحوں کا اعلان کروں گا ان میں سے

دو نکاحوں کا تعلق

ان دوستوں اور بزرگوں سے ہے جو ایک لحاظ سے میرے محسن بھی ہیں۔ جس وقت میں انگلستان سے تعلیم ختم کرکے واپس آیا تو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے میرے اس احتجاج کے باوجود جو احساس کم مائیگی سے نکلا تھا مجھے مجلس خدام الاحمدیہ کا صدر تجویز کرکے میرا نام صدارت کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھجوا دیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ میں جو کام کی توفیق اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا کی اس کے نتیجہ میں میں احمدی نوجوان سے اس طرح واقف ہوا کہ جو واقفیت کسی اور ذریعہ سے نہیں ہو سکتی تھی۔ اور

جو قدر و قیمت ایک احمدی نوجوان کی میں پہچانتا ہوں

شاید ہی کوئی اور ہو جو اس قدر و قیمت کو پہچانتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ میری طبیعت کا کوئی پہلو بھی اس وقت صدارت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا لیکن جو کام میرے سپرد کیا گیا اس کے نتیجہ میں مجھے انتظامی لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی بہت فائدہ حاصل ہوا۔ اس وقت کی مجلس عاملہ کے اراکین میں سے ایک رکن (مکرم مولوی ظہور حسین صاحب) کے بیٹے کے نکاح کا اعلان اس وقت ہو رہا ہے

میرے دوسرے محسن محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ ہیں

جب میں انگلستان سے واپس آیا تو عمر کے لحاظ سے میں چھوٹا تھا۔ اور گو تبلیغ کا جوش تو تھا، لیکن تجربہ کوئی نہ تھا۔ محترم چوہدری صاحبؓ نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مقامی تبلیغ کے دوروں پر جب بھی فرصت ہو جایا کرو۔ چنانچہ میں نے ان کے ساتھ تبلیغی دوروں پر جانا شروع کر دیا۔ اس سے ایک تجربہ تو مجھے یہ حاصل ہوا کہ ایک عام دیہاتی مسلمان چاہے وہ کسی فرقہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو طبیعت کا سادہ اور سعادتمندی کی روح اپنے اندر رکھتا ہے۔ اگر صحیح طریق پر اس کے لیول (Level) اور اس کے مقام پر آکر بات کی جائے تو وہ بہت جلد اسے سمجھ لیتا ہے۔

دوسرا بڑا فائدہ ان تبلیغی دوروں سے یہ ہوا کہ میری اپنی طبیعت میں فطرتی طور پر دیہات میں رہنے والوں سے جو لگاؤ تھا اس فطری جذبہ کو تجربہ کے ذریعہ ابھرنے کی توفیق ملی۔ اور اپنے احمدی بھائیوں کی فراست اور علم نے باوجود ان کے ان پڑھ ہونے کے میری طبیعت پر بڑا گہرا اثر کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے

کہ ستھیالی (نزد قادیان) کے ایک احمدی دوست تھے جو ستھیالی کے لحاظ سے اچھے زمیندار تھے اور عادتاً سفید پوش تھے۔ اب وہ فوت ہوگئے ہیں وہ احمدیت اور اسلام کا اتنا گہرا علم رکھتے تھے کہ ایک جلسہ کے موقع پر بعض نوجوان طالب علم (یونیورسٹی اور کالجز کے) قادیان آئے ہوئے تھے اور وہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لائے تھے۔ طلباء کی آپس میں بحث ہوئی تو ہمارا ایک بی اے کا طالب علم ایک سوال کا جواب نہ دے سکا۔ اور اس نے کہا میں اپنا کوئی مولوی لاتا ہوں وہ تمہیں اس سوال کا جواب دے گا۔ چنانچہ وہ ساتھ والے کمرہ میں گیا اور اس نے دیکھا کہ ایک سفید پوش آدمی ہیں ڈاڑھی انہوں نے رکھی ہوئی ہے اور شخصیت بڑی بارعب ہے اس نے سمجھا کہ یہ کوئی عالم ہیں اس لئے اس نے انہیں مخاطب کرکے کہا میں بحث کے دوران لاجواب ہو گیا ہوں میں ایک سوال کا جواب نہیں دے سکا آپ تشریف لائیں اور اس سوال کا جواب دیں چنانچہ وہ دوست اس طالب علم کے ساتھ گئے اور اس غیر احمدی دوست کی اس مسئلہ کے متعلق تسلّی کر دی

ہماری پنجابی زبان میں

ایک مثل مشہور ہے

جھلا جٹ۔ یہ مثل دنیوی طور پر تو درست ہو سکتی ہے لیکن ایک زمیندار (اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو دیہات میں رہتا ہے اور کاشتکاری کرتا ہے چاہے اس کی زمین ہو یا نہ ہو) کو اللہ تعالےٰ نے ایسی فراست دی ہے کہ بعض دفعہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور پھر آگے ان میں سے بہت سے فدائی نکلے ہیں۔ بیسیوں دفعہ میں نے باہمی رنجشیں دور کرنے کے سلسلہ میں کھیت میں جا کر اور زمین پر بیٹھ کر زمینداروں سے باتیں کی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ منٹوں میں جھگڑے ختم ہو جاتے تھے۔ میری ان باتوں کا ان پر خاصا اثر ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو بڑی غیرت رکھنے والے حساس دل دئے ہیں اور بڑی پیاری روحیں انہیں ملی ہیں۔

بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بزرگ چوہدری فتح محمد صاحبؓ سیال کا مجھ پر بہت احسان تھا کہ انہوں نے مجھے میری اس چھوٹی عمر میں اور ناتجربہ کاری کی عمر میں اپنے ساتھ لیجا کر میرے تجربہ میں بڑی وسعت کے مواقع پیدا کئے۔ اور

دیہات میں رہنے والوں کے لئے

میرے دل میں جو لگاؤ پوشیدہ تھا اس لگاؤ کو ظاہر ہونے کا خوب موقع ملا۔ اب بھی میں ایک سادہ دیہاتی سے جب بھی مجھے اس سے ملاقات کا موقع ملتا ہے بے تکلف بات کرنے میں جو خوشی محسوس کرتا ہوں وہ خوشی میں ایک شہری سے ملاقات کے وقت محسوس نہیں کرتا کیونکہ شہری لوگ کو تکلف کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے اور انکی اس عادت کی وجہ سے ان سے ملاقات کے وقت نہ چاہنے کے باوجود ہم بھی تکلف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال آج میرے اس محسن بزرگ کے نواسہ کی شادی ہے اور اسکے نکاح کا اعلان میں اس وقت کروں گا۔

دوست دعا کریں کہ جس طرح ہمارے بزرگوں میں بے لوث اور بے نفس خدمت [illegible] سے جو جذبہ خدمت کا اور دینی جذبہ ایثار اور قربانی کا ان کی نسلوں میں بھی قائم رہے اور نمایاں رہے

اس کے بعد حضور نے ایجاب و قبول کروایا اور اس کے بعد حاضرین سمیت ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے لمبی دعا فرمائی۔

یومِ مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف جماعتوں میں عقیدتمندانہ جلسے

لجنہ اماءاللہ قادیان

مورخہ ۲۲ر فروری کو زیرِ صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ مرکزیہ جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہُوا تلاوت و نظم کے بعد خاکسار معراج سلطانہ اہلیہ حکیم بدرالدین صاحب عاملؔ نے "پیشگوئی موعود اور اس کا پس منظر" کے عنوان پر، محترمہ شمیم بیگم صاحبہ نے "مصلح موعود کا درخشندہ وجود" کے موضوع پر، عزیزہ بشریٰ ابراہیم نے "مصلح موعود اور تبلیغ اسلام" کے موضوع پر تقاریر کیں۔

بعدہٗ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے "اشاعت اسلام زمین کے کناروں تک" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت کو بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر معمولی شخصیت اور خدمتِ دین کے متعلق آپؓ کی دلی تڑپ کو بالوضاحت بیان کیا۔ آخر میں محترمہ موصوفہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے زیرِ قیادت جماعت کو حاصل ہونے والی عظیم الشان تبلیغی ترقیات پر سیر حاصل روشنی ڈالتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔ عزیزہ بشیرہ بیگم نے بعنوان "ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے" کے موضوع پر اور عزیزہ راشدہ زرینہ نے "اولوالعزم مصلح موعود" کے عنوان پر روشنی ڈالی۔ آخر میں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماءاللہ قادیان نے "دارالہجرت ربوہ کا قیام" کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب اور انتہائی ناساعد حالات میں جماعت کی ہجرت اور پھر ایک نئے مرکز ربوہ کی تعمیر جیسے بے نظیر کارنامے کو بالوضاحت بیان کیا۔

دورانِ جلسہ میں عزیزہ مبارکہ، مریم سلطانہ اور امۃ الحبیب نے نظمیں پڑھیں اور ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں نے گروپ کی شکل میں درود و سلام پڑھا دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہُوا۔

خاکسار معراج سلطانہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ

جماعتِ احمدیہ آسنور

مورخہ ۲۰ر تبلیغ کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہُوا۔ صدارت خاکسار سعید احمد ڈار نے کی۔ مکرم نعمت اللہ صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم اور مکرم عبدالکریم صاحب رشی کی نظم کے بعد مکرم محمد یوسف صاحب ڈار نے "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے عنوان پر مکرم عبدالکریم صاحب ملک نے "حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کی روشنی میں مصلح موعود کا مصداق" کے عنوان پر اور خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر کے علاوہ "حضرت فضلِ عمر کی حضرت عمر سے مماثلت" کے عنوان پر روشنی ڈالی آخر میں مکرم سید محمد یاسین صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور جلسہ برخاست ہُوا۔

خاکسار سعید احمد ڈار صدر جماعت احمدیہ آسنور

جماعتِ احمدیہ سونگڑہ ۔ اڑیسہ

مرکزی ہدایت کے مطابق مورخہ ۲۰ر تبلیغ ۱۳۴۹ہش کو زیرِ صدارت محترم امیر صاحب مقامی جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہُوا۔ عزیزم عبدالجلیل خان کی تلاوت قرآنِ پاک اور عزیزم عبدالمجید کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب اور خاکسار نے علی الترتیب "پیشگوئی المصلح الموعود" اور "حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے" کے موضوع پر تقاریر کیں بعد ازاں محترم صدر صاحب نے ایک پُرمغز صدارتی تقریر فرماکر بعد دعا جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا

خاکسار فضلِ عمر کٹکی مبلغ سونگڑہ

جماعتِ احمدیہ جمشید پور (بہار)

مورخہ ۲۲ر فروری کو خاکسار کی صدارت میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہُوا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب مال نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کرتے ہوئے پسرِ موعود کی علامات میں سے چند علامات کو بالوضاحت بیان کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے مرسلین و مصلحین کی آمد کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مصلح موعود سے متعلق ملنے والی خدائی بشارات میں سے چند ایک کو سامعین کے سامنے رکھا

ازاں بعد مکرم محمد ابراہیم صاحب نے حضرت المصلح الموعود کی مسحور کن شخصیت اور حیران کن تبحرِ علمی سے متعلق اپنے تاثرات کو واقعاتی رنگ میں بیان کیا۔

آخر میں میں نے پسر موعود سے متعلق حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کی پیشگوئی پڑھ کر سنائی اور بعد دعا جلسہ ختم ہُوا

خاکسار محمد سلیمان امیر جماعت احمدیہ

جماعتِ احمدیہ سکندرآباد

بتاریخ ۲۲ر فروری زیرِ صدارت مکرم سیٹھ یوسف احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ "دارالانوار" میں جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہُوا خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز مسعود احمد ابن مکرم مسعود احمد صاحب کی نظم کے بعد عزیزم حافظ صالح محمد صاحب نے "حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامِ عالیہ" پر بالوضاحت روشنی ڈالی۔ مکرم مسیح الدین صاحب کی نظم کے بعد مکرم مولوی عبداللہ صاحب بی ایس سی نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ پر سیر حاصل تقریر کی۔ ازاں بعد خاکسار نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریّت طیّبہ" خدائی بشارات کو بالوضاحت بیان کیا۔ آخر میں صدر محترم نے مقررین اور سامعین کا شکریہ ادا کیا اور موثر انداز میں احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہُوا۔

خاکسار علی محمد اللہ دین ۔ ایم اے سکندرآباد

جماعتِ احمدیہ رشی نگر (کشمیر)

مورخہ ۲۰ر تبلیغ (فروری) بروز جمعہ یہاں "یوم مصلح موعود" منایا گیا۔ مکرم مولوی غلام احمد شاد صاحب نے خطبہ جمعہ میں آیت استخلاف کی روشنی میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام اور حضرت مصلح موعود سے متعلق خدائی بشارات کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو حضور کے ارشادات اور منشاء کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی تلقین کی۔

اسی روز بعد نماز مغرب مکرم عبدالسبحان صاحب گنائی صدر جماعتِ احمدیہ کی زیرِ صدارت ایک اجلاس منعقد ہُوا۔ مکرم عبدالسلام صاحب گنائی کی تلاوت قرآنِ کریم اور رفیق احمد صاحب گنائی کی نظم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔ اس پیشگوئی کا پس منظر بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود کے بابرکت وجود میں پیشگوئی کے باحسن پورا ہونے کو بیان کیا۔ بعدہٗ مکرم شیخ غلام نبی صاحب نے "علوم ظاہری و باطنی" کے الفاظ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور کے تبحرِ علمی پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب نے حدیث نبوی "یتزوّج و یولد لہٗ" کی تشریح بیان کی۔ آخر پر صاحبِ صدر نے ایک مختصر سا تربیتی خطاب کیا اور دعا پر جلسہ ختم ہُوا۔

خاکسار عبدالسلام لون سیکرٹری تعلیم و تربیت

جماعتِ احمدیہ بانسرہ (بنگال)

بمقام انجمن احمدیہ بانسرہ مورخہ ۲۲ر فروری کو بعد نماز مغرب زیرِ صدارت مکرم اکبر علی ملا صاحب یوم مصلح موعود کا جلسہ منعقد ہُوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم روشن علی صاحب اور نظم عبدالمومن کے بعد خاکسار نے "پیشگوئی حضرت مصلح موعود" کے عنوان پر تقریر کی۔ مکرم شیخ روشن علی صاحب نے "مصلح موعود کی شخصیت اور آپ کے کارنامے" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم شیخ عبدالمومن صاحب نے "حضرت مصلح موعود اور اشاعت اسلام" اور مکرم عبدالمجید صاحب لشکر نے "مصلح موعود کی تربیتی ہدایات" کے موضوع پر تقاریر کیں آخر میں مکرم صدر صاحب نے مختصر سا تربیتی خطاب کیا اور بعد دعا جلسہ برخاست ہُوا

خاکسار عبدالمطلب مبلغ ڈائمنڈ ہاربر بنگال

جماعتِ احمدیہ چارکوٹ (پونچھ)

مورخہ ۲۰ر۲ کو مسجد احمدیہ میں زیرِ صدارت مکرم محمد شفیع صاحب صدر جماعت یوم مصلح موعود منعقد ہُوا۔ مکرم عبدالعزیز صاحب کی تلاوتِ کلام پاک اور مکرم محمد شریف صاحب کی نظم کے بعد مکرم عزیز الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ بعدہٗ مکرم نذیر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھا اس کے بعد خاکسار نے اس عظیم الشان بشارت کی وضاحت کرتے ہوئے پیشگوئی میں بیان شدہ علامات کو حضور کے وجودِ مسعود میں بطریقِ احسن پورا ہونے کے متعلق تقریر کی۔ اس کے بعد اطفال الاحمدیہ نے نظم پڑھی۔ آخری تقریر صاحبِ صدر نے کی جس میں پیشگوئی کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ بعد دعا جلسہ ختم ہُوا

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ پونچھ

جماعت احمدیہ بمبئی

مورخہ ۲۲ر تبلیغ ۱۳۴۹ہش یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک پُروقار اور ایمان افروز جلسہ زیرِ صدارت مکرم محمد سلیمان صاحب بی اے صدر جماعت احمدیہ "الحق بلڈنگ" کے ہال میں منعقد ہُوا۔ مکرم عبدالباری صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم ناصر احمد خان صاحب کی نظم کے بعد صدرِ جلسہ نے اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کا پس منظر بیان کیا اور پیشگوئی کی پُرشوکت الہامی عبارات پڑھ کر سنائیں۔

ازاں بعد مکرم یوسف احمد صاحب بمبئی زئی قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت کے موضوع پر، اور مکرم بشیر احمد خان صاحب بی اے نے "حضرت مصلح موعودؓ کی بے مثال ذہانت اور اولوالعزمی" کے موضوع پر اور مکرم مولوی سراج الحق صاحب سیکرٹری بیت المال نے تحریکِ بیعت کے عنوان پر تقریریں کیں

ازاں بعد محترم صدر صاحب نے مختصر خطاب فرمایا اور دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ نہایت کامیابی سے ختم ہُوا

خاکسار محمد عمر مبلغ بمبئی

(باقی آئندہ)

قسطِ اوّل

اسلام و ورثۂ فلسطین

فلسطین پر مسلمانوں کے دائمی غلبہ کی بشارات

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

فلسطین کا المیّہ

جون ۱۹۶۷ء کے حادثۂ فاجعہ کے نتیجہ میں ملکِ کنعان کلیتہً مسلمانوں کے قبضہ سے نکل چکا ہے۔ اس کے سبب سے مصائب کے جو پہاڑ مسلمانوں پر ٹوٹے ان سے سارا عالم اسلام تلملا اٹھا اور خون کے آنسو بہا رہا ہے اس حادثہ نے مسلمانوں کو مجنوط الحواس بنا دیا ہے اور وہ پراگندہ طبع ہو کر اپنی بے بسی اور بے کسی اور لاچاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ اپنے مستقبل کے متعلق سخت حیران و پریشان ہیں۔ ان پر سخت مایوسی کا عالم طاری ہے یہ حادثہ فلسطین کی تاریخ میں ایک سخت خطرناک بھیانک اور اشوبناک المیہ ہے۔ اسرائیل نے ان پر طرح طرح کے مظالم توڑ کر ان کو وہاں سے جلا وطن کر دیا ہے۔ اور ان کے علاقوں سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں مسلمان بے خانماں بھوکوں مر رہے ہیں

مسلمانوں سے عداوتِ یہود کی پیشگوئی

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (سورہ مائدہ ۸۳) یعنی مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین ہیں اسرائیل کی حکومت جو بلادِ اسلامیہ کے قلب میں قائم کی گئی ہے اور اس کی طرف سے جو بلائے عظیم بلادِ اسلامیہ اور مسلمانوں پر آئی ہے اس نے اس پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اسرائیلی حکومت اسلام اور اسلامی شعائر کو ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے وہ مرکزِ اسلام مکّہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔ یہ آیت یقیناً یہود کے موجودہ عزائم اور بد ارادوں، اور خطرناک چالوں اور حملوں کی طرف اشارہ کر رہی ہے

مجلس یو۔ این۔ او کی چالبازیاں

یہ مجلس سب کچھ دیکھ کر ان مظالم کا تدارک کرنے کے لئے تیار نہیں اور نہ وہ مسلمانوں کا علاقہ خالی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے وہ اسرائیل کو ڈھیل دے کر اس بات کے مواقع بہم پہنچا رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ بھی بدسلوکی کرنا چاہے کر گزرے۔ اگر وہ اپنا فرض ادا کرتی تو یہ نازک صورتِ حال پیدا نہ ہوتی۔ بلکہ ساری دنیا میں امن و امان قائم ہو کر دنیا راحت و سکون کا گہوارہ بن جاتی۔ مگر وہ تو قوموں کو لڑا کر ہی خوش ہے۔

اس نے اپنا وقار و اعتماد کھو دیا ہے۔ اور وہ اقوامِ عالم کی نظروں سے گر گئی ہے حکومتیں اسے برملا کوستی اور ملامت کرتی رہتی ہیں۔ مگر وہ یہ سب کچھ سن کر بھی ذرا ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ اس لئے اس سے کسی قسم کی بھلائی کی توقع فضول ہے۔ وہ قطعاً قابلِ اعتماد نہیں۔ اگر مسلمان اس پر بھروسہ رکھتے ہیں تو ان کی سخت غلطی ہے۔

مسلمانوں کیلئے عظیم الشان خدائی بشارات

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے لئے بڑی عظیم الشان بشارات موجود ہیں۔ یہ ملک ان کو یقیناً واپس ملے گا اس لئے ان کو اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ان کو خدا پر پورا بھروسہ اور توکل پیدا کرنا چاہیئے۔

شرائط کی پابندی

یہ ضروری ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں اور ان کو پورا کریں جو اس کی واپسی کے لئے ان پر عاید ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنے اندر وہ باتیں پیدا کر لیں گے تو وہ خدائی بشارات سے ضرور حصہ پائیں گے

اس جگہ ہم ان بشارات اور شرائط کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا مسلمانوں کو معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کا مستقبل کیسا شاندار رکھا ہے۔ اور ان کو اس بارہ میں یقین کامل حاصل ہو کہ واقعی یہ ملک ان کو ضرور مل کر رہے گا۔ اور تا وہ یہ دیکھ کر اپنے اندر انقلاب پیدا کریں۔

قبل اس کے کہ ہم ان بشارات کا ذکر کریں ہم فلسطین اور یہود کا تعلق اور ان کی تاریخی حیثیت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تا جملہ کوائف ان کے سامنے آ جائیں اور وہ ان سے عبرت و سبق حاصل کریں اور ان سے فائدہ اٹھانے کے قابل بن سکیں۔

فلسطین اور یہود

اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی کامل اطاعت و فرمانبرداری سے خوش ہو کر ان کو فرمایا اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی میں تجھے لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں۔ اس پر انہوں نے دعا کی وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (بقرہ) کہ اے اللہ تو میری اولاد کو بھی دنیا کے لئے امام بنا۔ اللہ تعالےٰ نے اس دعا کو قبولیت کا شرف عطا کرتے ہوئے فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ کہ بیشک میں تیری ذریت کے لئے عہد کرتا ہوں مگر میرا یہ عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ (سورہ بقرہ ۱۲۵)

ابراہیمؑ کی نسل میں نبوت کیلئے ابدی عہد

بائیبل اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ان کی اولاد کے متعلق دونوں قسم کی نعمتوں یعنی حکومت اور نبوت کا "ابدی عہد" دیا تھا۔ لکھا ہے

"میں اپنے اور تیرے درمیان عہد باندھتا ہوں.... اور میں تجھے بہت برومند کروں گا اور قومیں تیری نسل سے ہوں گی اور بادشاہ (دینی اور دنیوی۔ ناقل) تیری اولاد میں سے برپا ہوں گے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی سب پشتوں کے لئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا"

(تورات پیدائش ۱۷: ۲ تا ۷)

چنانچہ اس ابدی عہد کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ فرمایا وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (عنکبوت ۲۸) یعنی ہم نے ہمیشہ کے لئے ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور ہدایت کا سلسلہ جاری کر دیا ہوا ہے۔

اس کے مطابق اللہ تعالےٰ نے اوّل بنی اسرائیل میں پے در پے نبی بھیجے لیکن پھر ان کی شرارتوں گستاخیوں اور ناشکریوں کے باعث اور کلامِ الٰہی کے سننے سے انکار کی وجہ سے حضرت موسےٰ کی معرفت فرمایا کہ نبوت کا سلسلہ ان میں سے ختم کر کے ابراہیمؑ کی نسل کی دوسری شاخ میں جاری کیا جائے گا۔ اور مثیلِ موسیٰ صاحبِ شریعت نبی ان کی بجائے دوسری شاخ میں سے آئے گا۔ لکھا ہے :-

تورات میں مثیلِ موسیٰ کی پیشگوئی

"میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" (استثنا ۱۸: ۱۸)

پھر آخر میں حضرت مسیح ناصری کے ذریعہ سے ان کو آخری وارننگ دے دی۔ انہوں نے اس کے مطابق ان سے کہہ دیا کہ

"میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے چھین لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لاوے دے دی جائے گی"

(متی ۲۱: ۴۱ تا ۴۴)

گویا بنی اسرائیل کو انتقالِ نبوت کی خبر دیتے ہوئے ان پر یہ امر واضح کر دیا تھا کہ نبوت ان میں بند کر کے ابدی عہد کے مطابق دوسری شاخ میں جاری کر دی جائے گی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بنی اسماعیل میں خاتم النبیین صلعم کو بھیج کر بتا دیا کہ آپ نبیوں کے لئے مُہر ہیں۔ مُہر تعاورہ میں بند کرنے کے لئے بھی اور تائید و تصدیق و اجراء و اضافہ کے لئے بھی ہوتی ہے وہ منفی و مثبت دونوں پہلوؤں کی جامع ہے۔ گویا بتایا ہے کہ نبوت کا سلسلہ بنی اسرائیل میں بند اور بنی اسماعیل میں جاری کر دیا گیا ہے۔

نبوت کے بارے میں یہود سے نیا عہد و میثاق

اللہ تعالےٰ نے ان کو کلیتہً نبوت سے محروم نہیں کیا بلکہ انعام پانے کا راستہ ان کے لئے بھی کھلا رکھا ہے اور اَوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (سورۃ البقرہ نمبر ۴۱) میں فرمایا کہ تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ تم اسلام میں آ کر اس "ابدی عہد" نبوت سے حصہ پا سکتے ہو۔ یہ تو ان سے دینی اور روحانی انعامات کے وعدے ہیں

نبوت کی طرح حضرت ابراہیمؑ کی نسل کے لئے ملکِ کنعان کا وعدہ

دنیوی انعامات و برکات کیلئے اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد کے لئے یہ وعدہ فرمایا :-

"میں تم کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے اور میں ان کا خدا ہونگا۔"

یہ وعدہ بھی ان کی نسل کی دونوں شاخوں سے تعلق رکھتا ہے مذکورہ حوالوں سے ثابت ظاہر ہے کہ ان کی نسل سے دینی و دنیوی برکات و انعامات یعنی نبوت و حکومت دونوں کا دائمی و ابدی عہد و وعدہ ہے۔ چنانچہ نبوت کی طرح اوّل اس کی ابتداء بھی بنی اسرائیل سے ہوئی جس طرح پہلے ان میں نبی آئے اسی

طرح ملکِ کنعان بھی پہلے ان کو ملا

خاندانِ بنی اسرائیل کی مصر میں آمد اور واپسی

حضرت یعقوب بن اسحٰق کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعہ سے انکا سارا خاندان جو بنی اسرائیل کہلاتا ہے مصر چلا آیا۔ جب خدائی بشارات اور ترقیات کے باعث یہ خاندان

بنی اسرائیل کی نافرمانی کی وجہ سے ملکِ کنعان سے محرومی

فرعون مصر کے مظالم کا تختہ مشق بنا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ان سے نجات دے کر ان کو ملکِ کنعان میں دوبارہ بسانے جانا چاہا تو انہوں نے وہاں کے جابر بادشاہوں کے ڈر سے انکار کر کے چالیس سال کے لئے اپنے آپ کو اس سے محروم کر لیا۔

ملکِ کنعان میں اسرائیلی حکومت کا قیام

بعد ازاں لمبی جنگوں کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ان کو وہاں کی حکومت ملی جس نے بڑا استحکام حاصل کیا۔ مگر پھر کمزور ہو کر صدقیاہ بادشاہ کے زمانہ میں ختم ہو گئی

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے وعدہ کے مطابق چن لیا تھا اور سب اقوام سے زیادہ ان کو عزت دی تھی۔ فرماتا ہے اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ البقرہ ع ۴۹) کہ میں

بنی اسرائیل کی فضیلت و دینی و دنیوی برکات

نے تم کو دنیا کی تمام معروف اقوام پر فضیلت دی۔ اس طرح یہ قوم سب قوموں سے زیادہ خدا تعالیٰ کی مقرب قوم بن گئی اس نے دونوں قسم کی برکات پائیں دینی بھی اور دنیوی بھی۔ نبوت بھی اور حکومت بھی۔ چنانچہ ان دونوں کا ذکر درج ذیل آیت میں کیا گیا ہے کہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ (مائدہ ع ۴) ان کو یاد دلایا ہے کہ انہیں دونوں قسم کی برکات دی گئی تھیں۔ نبوت بھی اور حکومت بھی۔ مگر انہوں نے ان کی ناقدری کر کے اپنے آپ کو محروم کر لیا

بنی اسرائیل سے ارضِ مقدس کا وعدہ مشروط تھا

یاد رہے کہ بنی اسرائیل سے ارضِ مقدس یعنی کنعان کا یہ وعدہ کوئی غیر مشروط وعدہ نہیں تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ نیکی تقویٰ اور صلاحیت کی شرط بھی لگائی گئی تھی۔ اور انہیں کھلے طور پر بتا دیا گیا تھا کہ اگر تم نے شرارتیں کیں، اور بدکرداریوں کو اپنا شیوہ بنا لیا تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔ یہ تنبیہ تو ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے فلسطین ملنے سے قبل ہی کی گئی تھی اور بطور پیشگوئی ان کو بتایا گیا تھا کہ ملکِ کنعان حاصل کر کے تم شکرگزار بندے بنے رہنا۔ ورنہ ملک تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ گے

انذاری پیشگوئیوں کی غرض

پہلے انذار کرنے اور وقوع سے قبل بتانے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگوں کو ہوشیار کر دیا جائے اور ہوشیار کرنے کے دو مقصد ہوتے ہیں اوّل یہ کہ لوگ کوشش کریں اور آنے والے عذاب اور مصائب سے بچ جاویں دوم یہ کہ اگر وہ اس عذاب سے نہ بچیں تو ان پر حجت پوری ہو جائے اور وہ بعد میں شکوہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ ان کو پہلے سے خبردار کر کے ہوشیار کر دیا گیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے قبل از وقت ان کی دو تباہیوں کی دو پیشگوئیاں کرائی گئی تھیں اور وہ دونوں پیشگوئیاں ان کی کتاب تورات میں موجود ہیں۔ انہوں نے ان سے بھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور باوجود ہوشیار و خبردار کر دینے کے وہ ہوشیار نہ ہوئے۔

حضرت موسیٰ کی طرف سے ان کی تباہی کی پہلی پیشگوئی

مصر سے کنعان کو جاتے وقت بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا:—

"لیکن تو خداوند اپنے خدا کی آواز کا شنوا نہ ہوگا کہ اس کے سارے شرعوں اور حکموں پر جو آج کے دن میں تجھے بتاتا ہوں۔ دھیان رکھ کے عمل کرے تو ایسا ہوگا کہ یہ ساری لعنتیں تجھ پر اتریں گی اور تجھ تک پہنچیں گی"

(استثناء ۲۸: ۱۵)

اس کے بعد ان لعنتوں نیز باہر سے ان پر حملے، محاصرے، قحط، وبا، اسیری، اور جلاوطنی کا ذکر کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ جب تم میں سرکشی پیدا ہو گی تو

"جیسے تمہارے ساتھ بھلائی کرنے اور تم کو بڑھانے سے خداوند خوشنود ہوا ایسا ہی تم کو فنا کرانے اور ہلاک کروانے سے خداوند خوشنود ہوگا اور تم اس ملک سے اکھاڑ دئے جاؤ گے جہاں تو اس پر قبضہ کرنے کو جا رہا ہے اور خداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دوسرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کرے گا۔ وہاں تو لکڑی اور پتھر کے معبودوں کی جن کو تو یا تیرے باپ دادا جانتے بھی نہیں پرستش کرے گا۔"

(استثناء ۲۸: ۶۳-۶۴)

رحم کا موقع

مگر ان کے فساد اور تباہی کی اس خبر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر بھی دے دی کہ اس عذاب کے بعد اگر بنی اسرائیل نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی تو ان پر رحم کیا جائے گا چنانچہ فرمایا:

"خداوند تیرا خدا تیری اسیری کو پلٹ کر تجھ پر رحم کرے گا اور پھر تم کو سب قوموں میں سے جن میں خداوند تیرے خدا نے تجھ کو پراگندہ کیا ہو جمع کرے گا۔ اگر تیرے آوارہ گرد دنیا کے انتہائی حصوں میں بھی ہوں تو وہاں سے بھی خداوند تیرا خدا تجھ کو جمع کر کے لے آئے گا"

(استثناء ۳۰: ۳-۴)

یہود کی پہلی تباہی

اس خبر کے مطابق یہود کی سرکشی کی وجہ سے یہ اول آشوری قوم کے غلام بنے اور پھر مصریوں نے آشوریوں کو شکست دے کر ان کو اپنا باجگزار بنا لیا۔ مگر یہ پھر بھی اپنی کرتوتوں سے باز نہ آئے اور یرمیاہ نبی کی تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا تب اللہ تعالیٰ نے بابلیوں کو ان پر مسلط کر دیا جو ان کا ملک اجاڑ دیا۔ اور ان کو قید کرا کر بابل کے ملک میں پہنچا دیا۔

اس پہلی سزا اور تباہی کا ذکر بائیبل کی کتاب ۲ سلاطین باب ۲۵ میں اس طرح آتا ہے۔

"شاہ بابل نبوکدنضر نے اور اس کی ساری فوج نے یروشلم پر چڑھائی کی ..... اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ دیر تک رہا۔ اس وقت یروشلم کا بادشاہ صدقیاہ تھا جب محاصرہ نے طول پکڑا تو شہر کے اندر غلہ کم ہو گیا۔ .... تب شہر ٹوٹا"

(آیت ۱ تا ۴)

اس کے آگے لکھا ہے کہ

"بابل کی فوج نے فصیل توڑ دی آخر لوگ ایک طرف کا دروازہ کھول کر بھاگے۔ صدقیاہ بادشاہ بھی بھاگا۔ مگر پکڑا گیا اس کی آنکھیں نکالی گئیں اور آنکھیں نکالنے سے پہلے اس کے دو بیٹوں کو اس کے سامنے ہلاک کر دیا گیا۔ پھر اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اسے بابل لے گئے۔"

(تا آیت ۷)

پھر لکھا ہے:—

"اس کے بعد شاہ بابل نے اپنے ایک افسر نبوزرادان کو یروشلم بھجوایا اس نے آ کر خداوند کا گھر اور بادشاہ کا قصر اور یروشلم کے سارے گھر ہاں ہر ایک رئیس کا گھر جلایا اور کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلوداروں کے سردار کے ہمراہ تھا ان دیواروں کو جو یروشلم کے گرد تھیں گرا دیا اور باقی لوگوں کو جو شہر میں چھوڑے گئے تھے اور ان کو جنہوں نے اپنوں کو چھوڑ کے شاہ بابل کی پناہ لی تھی تمام جماعت کے بقیہ کے ساتھ نبوزرادان جلوداروں کا سردار پکڑ کر لے گیا"

(آیت ۹ تا ۱۱)

یہ محاصرہ ۵۸۸ اور فتح ۵۸۶ قبل مسیح ہوئی

خدا کا رحم اور قید سے بنی اسرائیل کی رہائی

اس تباہی کے بعد حسب وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہاں سے نجات دی اور طاقت بخشی جس کا سبب اللہ تعالیٰ نے یہ بنا دیا کہ میدو فارس کے بادشاہ خورس (سائرس) نے بابل پر چڑھائی کی اور بنی اسرائیل خدا کے حکم کے مطابق اپنے بعض نبیوں کے کہنے سے اس کے ساتھ مل گئے۔ اس نے فتح پائی اور بابل کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ان کو قید سے آزاد کر دیا۔ اس کا ذکر تورات استثناء باب ۳۰ آیت ۱ تا ۵ میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے رحم اور ان کی بحالی کی خبر دی تھی۔ سو اس کے مطابق یہ بحالی بھی عمل میں آ گئی۔ یہ واقعہ ۵۳۸ قبل مسیح کا ہے۔

قرآن کریم میں اس بحالی کا ذکر پہلے پارہ میں ہاروت وماروت والے واقعہ میں مفصل کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ شاہ بابل خورس سے ان کا درپردہ مل کرانے مدد دینا اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کے حکم سے تھا۔ اور ان کو اس کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے تھا

باقی آئندہ

اعلانِ نکاح

۱۸ر فروری ۱۹۷۰ء کو مبارک احمد صاحب ولد ماسٹر صاحب نور کہ پورہ بانڈی پورہ کا نکاح امۃ الرفیق صاحبہ بنت ماسٹر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مانلو زورہ شوپیاں کے ساتھ مبلغ پندرہ سو روپیہ حق مہر پر مکرم غلام محمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بانڈی پورہ نے پڑھا۔ اس خوشی میں مکرم محمد شفیع صاحب برادر اکبر مکرم مبارک احمد صاحب ... نے مبلغ دس روپیہ (پانچ روپیہ درویش فنڈ میں اور پانچ روپیہ نشر واشاعت میں ادا کیا

خاکسار غلام محمد خاں صدر جماعت احمدیہ مانلو

غیروں کے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق آپ کی سیرت کے پہلو

قسطِ دوم

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تقریر جلسہ سالانہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفر پور

تیسری بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کو اجاگر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ عبدالحمید نامی شخص جس کو ڈرا کر اور لالچ دے کر پادریوں نے یہ جھوٹا مقدمہ (یعنی اقدام قتل) کا کھڑا کیا تھا جب عدالت نے اسے پادریوں سے الگ کر دیا تو اس نے کچھ عرصہ کے بعد سب بات سچ سچ کہہ دی کہ یہ محض پادریوں کا کھڑا کیا ہوا جھوٹا مقدمہ ہے۔ اور بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام باعزت طور پر بری کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقدمہ کے متعلق کی گئی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی یہ مقدمہ ایک انگریز انصاف پسند حاکم مسٹر ڈگلس کی عدالت میں تھا مسٹر ڈگلس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ صرف باعزت طور پر بری قرار دیا بلکہ عین عدالت میں حضور کو ہنستے ہوئے مبارکباد بھی دی اور کہا

"کیا آپ چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کلارک پر مقدمہ چلائیں۔ اگر چاہتے ہیں تو آپ کو حق ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ایمان افروز جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبروں کی زبان سے ہی نکل سکتا ہے۔ فرمایا کہ:-

"میں کسی پر مقدمہ کرنا نہیں چاہتا میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے"

اور معاف فرما دیا۔

احباب کرام! اگر دنیا میں کوئی ایسا ناخلف بیٹا ہو جو اپنی والدہ کو جھوٹے طور پر اقدام قتل کا جرم ثابت کرنے کے لئے ہر ناجائز ذرائع استعمال کرے اور مختلف قوموں کے لیڈروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لے۔ اور جب وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جائے تو اس کی مہربان والدہ کچھ نہ کچھ اس کو سزا دلوانے کی کوشش کرے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ہر ہندو، ہر مسلمان، ہر سکھ اور ہر عیسائی سے والدہ مہربان سے بھی بڑھ کر محبت کرتے تھے۔ اس لئے حضور نے ایسے موقع پر بھی دشمن کو معاف فرما دیا۔ حضرت اقدس کی سیرت کا یہ پہلو نہایت شاندار اور بے مثل ہے۔ کہ جب حضور پر کوئی حملہ کرتا اگرچہ وہ حملہ جھوٹ اور ظلم اور بداخلاقی کے ہتھیاروں سے ہوتا تو حضور اس کا مقابلہ ضرور کرتے تھے لیکن بدی کا جواب بدی سے نہیں دیتے تھے بلکہ جہاں تک سچائی، دیانت اور اعلیٰ اخلاق اجازت دیتے تھے وہیں تک مقابلہ کیا جاتا تھا۔ اور جب جانی دشمن پر بھی فتح پا لیتے تو اسے معاف فرما دیتے تھے اور یہی محمدی اخلاق ہیں ؎

لیا ظالم کا عفو سے انتقام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

آریہ سماج

میرے دوستو! جہاں تک حق و باطل اور عقائد کے اختلاف کا سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آریہ سماج سے سخت مقابلہ تھا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ایک طرف آریہ سماج کے چوٹی کے لیڈر پنڈت لیکھرام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پیشگوئی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

"اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر .... کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاتا"

(خبطِ احمدیہ صفحہ ۳۴۴)

اور یہ بھی لکھا کہ:-

"یہ شخص (یعنی حضرت مرزا صاحب ناقل) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے"

پھر یہ بھی لکھا کہ:-

"تین سال کے اندر اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس کی ذریت میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔"

(تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۱)

اور دوسری جانب پنڈت لیکھرام کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پیشگوئی شائع فرمائی تھی کہ:-

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔"

(اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء)

اس کے بعد ان بالمقابل پیشگوئیوں کے جو نتائج ظاہر ہوئے وہ ہمارے سامنے ہیں میرے دوستو! میرا مضمون پیشگوئیاں بیان کرنا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جہاں تک حق و باطل اور عقائد کے اختلاف کا سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آریہ سماج میں مقابلہ سخت تھا لیکن جہاں تک انسانی ہمدردی کا سوال ہے حضور کو آریہ سماج کے ممبروں سے بھی ویسی ہی ہمدردی تھی جیسی دوسرے انسانوں کے ساتھ۔

لالہ ملاوا مل صاحب

قادیان کے ایک معزز آریہ دوست لالہ ملاوا مل صاحب تھے وہ ایک مرتبہ مرض دق میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت تک اس بیماری کو ایسا ہی لاعلاج یقین کیا جاتا تھا جیسے آج کل کینسر کی بیماری کو لاعلاج سمجھا جاتا ہے۔ لالہ صاحب ایک روز اپنی زندگی سے مایوس ہو کر روتے ہوئے آپ کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور کی مقدس روح تڑپ اٹھی۔ اور حضور نے ان کی شفایابی کے لئے تضرعانہ دعائیں کیں۔ میرے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے حضور زاری دبکا کوئی معمولی نوعیت کی نہ ہوتی تھی۔ اس کا نقشہ حضور نے اپنے ایک شعر میں اس طرح کھینچا ہے کہ ؎

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلانے کے بعد

حضور کے مطہر قلب سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جواب بھی دیا کہ

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا

یعنی ہم نے تپدق کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ لالہ ملاوا مل صاحب کامل طور پر صحتیاب ہو گئے۔ انہوں نے لمبی عمر پائی اور عقاید کے اختلاف کے باوجود لالہ صاحب اور ان کے خاندان کے ہمیشہ ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رہے اور لالہ ملاوا مل صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا اور پیشگوئیوں پر اس قدر یقین تھا کہ ۱۹۴۷ء کے خونی ایام میں جبکہ انسانی جامہ میں چاروں طرف درندے اور سانپ ہی دکھائی دیتے تھے اور جبکہ بے سہارا عورتوں اور بلکتے ہوئے بچوں کو بھی معاف نہیں کیا جاتا تھا اور جبکہ سرزمین قادیان میں صرف تین سو تیرہ احمدیوں نے جان کی بازی لگا کر درویشانہ زندگی اختیار کر لی تھی ایسے دلدوز موقع پر بھی ایک مرتبہ لالہ ملاوا مل صاحب نے اپنے بیٹے لالہ داتا رام صاحب کو بلا کر نصیحت کی اور فرمایا کہ:-

"دیکھو تم ہرگز احمدیوں کی مخالفت نہ کرنا کیونکہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی ہوئی ہے کہ ان کی جماعت قادیان پھر واپس آئے گی۔ اور میں دیکھ چکا ہوں کہ جو بات مرزا صاحب کہا کرتے تھے وہ پوری ہو جایا کرتی تھی"

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے مظہر تھے یہی اور یہی محمدی اخلاق ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے سورج کی روشنی کسی ہندو، سکھ، مسلم، عیسائی کا امتیاز نہیں کرتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والا دہریہ بھی سورج کی روشنی سے محروم نہیں رہتا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمدردی اور محبت بھی ہر مذہب و خیال کے افراد تک پہنچتی تھی۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہمارا اصول یہ ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کو چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے"

مرزا امام الدین صاحب

میرے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائی اور ان کی اقتدار میں ان کے دوسرے بھائی اور رشتہ دار حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ سے سخت عناد اور دشمنی رکھتے تھے اور پریشان کرنے کے لئے نئے نئے راستے اختیار کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان لوگوں نے مل کر احمدیوں کو پریشان کرنے کے لئے ایک شارع عام کو بند کر دیا اور دیوار کھڑی کر دی۔ یہ دیوار [illegible] سے مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں [illegible] سے جو راستہ مسجد اقصیٰ کو جاتا [illegible] بنائی گئی تھی۔ دیوار بنی رہی اور [illegible] خاموشی سے دیکھتے رہے۔ کیونکہ حضور کی [illegible] تعلیم یہ تھی کہ شر کا مقابلہ شر سے نہ کرو۔ [illegible]

کے بن جانے کے نتیجہ میں احمدیوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اس کے نتیجہ میں احمدیوں کو ایک لمبا چکر کاٹ کر پانچ وقت نمازوں کے لئے مسجد مبارک میں آنا پڑتا تھا اُس وقت گلیاں اور بازار بھی کچے تھے۔ اور بارش کے ایام میں کیچڑ سے کپڑے خراب ہو جاتے۔ بعض نابینا اور کمزور اور ضعیف احمدی پھسل کر کیچڑ میں گر بھی پڑتے تھے۔ لیکن احمدیوں کے ہاتھ میں سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں اور گڑگڑائیں۔ پانی بھی بند کر دیا گیا۔ آخر عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ یہ مقدمہ چلتا رہا۔ آخر عدالت کے فیصلہ کے موافق خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہاتھ سے وہ دیوار گرانی پڑی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک عظیم الشان نشان تھا۔

عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ حرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔ حضور نے کبھی اس خرچہ و حرجہ کا اجراء پسند نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کی میعاد گزرنے پر آ گئی۔ جب گورداسپور میں مقدمات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا تو خواجہ کمال الدین صاحب نے محض اس خیال سے کہ اس کی میعاد گزر نہ جائے اسکے اجراء کی کارروائی کی۔ اور عدالت نے حسب ضابطہ نوٹس مرزا نظام الدین صاحب کے نام جاری کر دیا۔ کیونکہ فریق ثانی میں اُس وقت وہی زندہ تھے۔ مرزا امام الدین صاحب وفات پا چکے تھے۔ یہ نوٹس ملنے پر مرزا نظام الدین صاحب نے حضور کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی کہ دیوار کے خرچہ وغیرہ کی ڈگری کا نوٹس میرے نام آیا ہے اور میری حالت آپ کو معلوم ہی ہے۔ اگرچہ میں قانونی طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں اور آپ کو حق بھی ہے کہ آپ ہر طرح وصول کریں۔ مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی تکلیف آپ کو پہنچتی رہی ہے مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا۔ مجھ کو بھی شریک ہونا پڑتا تھا آپ رحم کر کے معاف فرمائیں۔ اور یہ بھی لکھا کہ اگر معاف نہ فرماویں تو باقساط وصول کر لیں۔

حضرت اقدس اُس وقت گورداسپور میں مقیم تھے خط دیکھ کر حضور نے سخت رنج کا اظہار فرمایا کہ ڈگری کیوں اجراء کی گئی۔ مجھ سے کیوں دریافت نہیں کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے یہ عذر پیش کیا کہ تحفظ میعاد کو محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے ورنہ اجراء مقصود نہ تھا۔ حضور نے اس عذر کو بھی پسند نہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اس ڈگری کو اجراء نہ کروایا جائے۔ ہم کو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دہی کے لئے یہ کام کیا تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔ اور اسی وقت ایک مکتوب مرزا نظام الدین صاحب کے نام لکھا اور مولوی یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں بھی ہوں ان کو جا کر فوراً پہنچاؤ۔ مولوی صاحب قادیان پہنچے تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب مسانیاں گئے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب فوراً مسانیاں روانہ ہو گئے اور انہیں وہاں جا کر خط پہنچایا۔ اس خط میں حضور نے بڑی ہمدردی کا اظہار فرمایا تھا اور آئندہ کبھی اس ڈگری کے اجراء نہ کرانے کے متعلق یقین دلایا گیا تھا۔ اس حسنِ سلوک کا اثر یہ ہوا کہ مرزا نظام الدین صاحب نے اپنی زندگی کے باقی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعتِ احمدیہ کی مخالفت ترک کر دی تھی۔

احبابِ کرام! ایسے لوگ جو ہمیشہ نئے نئے راستے دکھ دینے کے اختیار کرتے رہتے تھے اور انہوں نے دیوار کھڑی کر کے احمدیوں کو سخت اذیت دی تھی اور پانی بند کر کے کربلا کا نمونہ پیش کر دیا تھا کیا وہ لوگ اس قابل تھے کہ ان کو معاف کیا جاتا۔ لیکن حضور کی سیرت کا یہ عظیم الشان پہلو ہے کہ جب دشمن پر غالب آ جاتے تو فوراً اس کو معاف کر دیتے۔ اس سے بڑھ کر حسنِ سلوک والدین بھی اپنی اولاد سے نہیں کر سکتے۔ حضور کی تعلیم ہی یہ تھی کہ ؎

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

باقی آئندہ

وجے واڑہ میں لامذہب اور دہریہ لوگوں کی کانفرنس

بقیہ صفحہ اوّل

مگر جب میں نے زندہ اسلام کو اور زندہ خدا کے تصوّر کو احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں ان کے سامنے پیش کیا اور ان کے اعتراضات کے جوابات قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں دئے تو وہ ایک حد تک مطمئن ہوئے کہ آپ عجیب تشریح اور معقول وضاحت کرتے ہیں مگر ہم نے ایسا ہی سنا تھا تب میں نے ان کو بتایا کہ آپ کے اعتراضات کی بنیاد صرف شنید پر ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کو قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں نہ پڑھا ہے نہ سمجھا ہے۔ اب آپ جماعت احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ کریں۔ ونشاء اللہ آپ لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائیگا۔

میں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ مذہب کا نقطۂ مرکزی خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اسلام زندہ خدا کا تصوّر پیش کرتا ہے اور اس خدا کا جو رب العالمین ہے۔ مذہب قطعاً انسانی ترقی میں روک نہیں۔ کیا یہ مثال نظر نہیں آتی کہ روس والے گو کمیونسٹ اور دہریہ ہیں وہ ابھی تک چاند تک نہیں پہنچ سکے۔ مگر امریکہ والے جو خدا اور مذہب کو ماننے والے ہیں وہ دو مرتبہ چاند پر اتر بھی چکے ہیں۔ اور چاند کی چٹانوں کے نمونے بھی ساتھ لائے ہیں۔ کیا مذہب سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے راستہ میں روک بنا؟ ہماری جماعت کے ایک مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب ہیں وہ مذہبی آدمی ہیں۔ ہندوستان کے ایک مشہور سائنسدان ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹناگر جنہوں نے ہمارے قادیان کے فضلِ عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کیا تھا ایک مذہبی انسان تھے اور انہوں نے بتایا تھا کہ میں جتنا جتنا سائنس کے میدان میں ترقی کرتا ہوں اتنا ہی میرا یقین و ایمان خدا کی ہستی پر بڑھتا ہے کہ ہم اس کی قدرتوں کے اسرار و رموز پر کچھ بھی رسائی حاصل نہیں کر سکے پس آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مذہب یا خدا کی ہستی پر یقین رکھنا انسان کو علمی اور دماغی ترقی سے روکتا ہے واقعہ کے مطابق نہیں۔ بلکہ ہمارے اعتقاد کی رُو سے مذہب خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس اور نیچر خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ خدا تعالیٰ کے قول یعنی مذہب اور فعل یعنی سائنس میں کوئی تصادم نہیں۔ بلکہ توافق ہے۔ ہمارا اسلام ترغیب دلاتا ہے کہ انسان چونکہ اس کائنات میں خدا تعالیٰ کا خلیفہ اور جانشین ہے اور مخلوقات میں اشرف اور اعلیٰ درجہ کے قوےٰ کا حامل ہے تمام کائنات اس کے لئے خدا نے مسخر کر دی ہے وہ غور و فکر سے کام لے اور اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو وہ اس تحقیقات کے نتیجہ میں کہہ اٹھے گا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کہ اے خدا تو نے ہر چیز میں حکمت رکھی ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بیکار نہیں نیز تمدن و معاشرت کے اعتبار سے اسلام رنگ و نسل ملک و زبان کے امتیازات کو مٹا کر مساوات اور عالمگیر اخوت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام میں چھوت چھات کا کوئی تصوّر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلِ انسانی کو خدا تعالیٰ کے خاندان سے تشبیہ دیتے ہیں اسلام رواداری اور مذہبی آزادی کی تعلیم دیتا ہے سیاسی میدان میں جمہوریت کا علمبردار ہے اصلاحِ نفس کو سب سے بڑا جہاد قرار دیتا ہے امن و شانتی اور دلائل و براہین سے تبلیغ کو جہادِ کبیر کا نام دیا گیا ہے ہاں انسان کے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لئے جارح اور حملہ آور کے مقابل پر دفاع کی اجازت دیتا ہے یہی وہ مدافعانہ جنگ ہے جسے جہادِ اصغر کہا جاتا ہے۔ اس کی اجازت خاص حالات و شرائط میں ہے۔ اسلام کا نام ہی امن و صلح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جبر و اکراہ سے منع کرتا ہے۔ اسلام امن و صلح کا پیغام ہے۔ اسی مطمحِ نظر کو سامنے رکھنے کے لئے ہر مسلمان دوسرے کو السلام علیکم کہتا ہے یعنی وہ ہر ایک کے لئے امن و شانتی کی تمنا اور خواہش رکھتا ہے۔ اور یہی اصول Co-Existance کی بنیاد ہے جس کے لئے آپ کوشاں ہیں۔ عالمگیر اخوت کا سب سے بڑا مظاہرہ حج کے موقع پر ہوتا ہے جس میں مختلف ممالک رنگوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک ہی لباس میں خدا کی عبادت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پس جن مقاصد کو آپ Atheists لوگ مذہب اور خدا کو مٹا کر حاصل کرنا چاہتے ہیں اسلام انہی مقاصد کو مذہب کو قائم رکھ کر خدا تعالیٰ پر زندہ یقین رکھ کر قائم کرتا ہے

چنانچہ Atheistic میں میرا قیام تین روز رہا۔ نمائندگان سے تبادلۂ خیالات کا خوب موقع ملا۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ جس ڈائس سے دہریت کا پرچار ہو رہا تھا میں اسی ڈائس پر نمازیں پڑھتا تھا اور وہ لوگ دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ بالآخر دوستوں نے کہا کہ مولوی امینی صاحب ہم آپ کی جرأت کی داد دیتے ہیں کہ آپ ہماری کانفرنس میں شریک ہوئے۔ ہم سے باتیں کیں اور تقریر بھی کی اور اب آپ ہمارے ہی سنٹر میں ہمارے ہی ڈائس پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہی وہ آزادئ ضمیر اور عزم مصمم ہے جس کی خواہش آپ رکھتے ہیں اور جس کی تعلیم اسلام ہمیں دیتا ہے۔ رواداری کا ایک نمونہ اسلامی تاریخ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نجران کے عیسائیوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی اجازت عطا فرمائی (باقی کالم ۲ پر)

خاکسار وجے واڑہ کے ہندو مسلم اور سکھ تاجروں سے بھی ملا اور انہیں اسلام و احمدیت کا لٹریچر دیا اسی دوران میں مسٹر [illegible] نے خواہش کی کہ میں انہیں قرآن مجید انگریزی اور دوسرا مناسب لٹریچر مہیا کروں۔ چنانچہ میں نے اس بارہ میں مکرم جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کی خدمت میں تحریر کر دیا ہے۔ ۱۷ جنوری کی شام کو میں احباب سے ملاقات کر کے کلکتہ کیلئے روانہ ہوا۔ اور ۱۸ جنوری کی صبح کو کلکتہ پہنچ گیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل و کرم ہے کہ اس نے بزرگانِ کرام کی خواہش کو پورا فرمایا اور ان لامذہب لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت اور بصیرت بخشے تا وہ اپنے خالقِ حقیقی پر ایمان لائیں آمین

میری پیاری والدہ منٹھی ماں مرحومہ

از مکرم علی محمد الہ دین صاحب ایم اے سکندر آباد۔ آندھرا

میرے والد محترم حضرت سیٹھ الحاج عبداللہ الہ دین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے انتقال کے ۸ سال بعد بتاریخ ۱۹ر جنوری ۱۹۷۰ء کی صبح کو قریباً ۳ بجے اللہ تعالےٰ نے میری والدہ محترمہ کو اپنے پاس بلا لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات ایک قلیل عرصہ میں واقع ہوئی۔ آپ کو ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء بروز منگل کی رات کو دمہ کا شدید حملہ ہوا۔ فوری علاج معالجہ کیا گیا۔ خدا کے فضل سے طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ مگر ۱۰ر جنوری بروز شنبہ کی صبح کے چھ بجے دمہ کی شکایت پھر شروع ہو گئی۔ انجکشن دئے گئے۔ آکسیجن گیس پر رکھا گیا۔ مگر طبیعت رفتہ رفتہ تشویشناک ہوتی گئی۔ افرادِ خاندان اور احباب جماعت یکے بعد دیگرے آپ سے مزاج پرسی کے لئے آتے رہے ۱۱ر جنوری اتوار کی شام کو کارڈیو گرام Cardiogram لیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے قلب پر یہ دوسرا حملہ ہوا ہے۔ پہلا حملہ ۸ سال قبل ہوا تھا۔ اس وجہ سے ہمیں ہدایت دی گئی کہ انہیں اٹھنے بیٹھنے سے جہاں تک ہو سکے روکا جائے چونکہ وہ اپنی بیداری کی حالت میں اٹھ بیٹھنے کی کوشش کرتی تھیں، اس لئے انہیں Morphia کا انجکشن دیا جاتا رہا۔ گلوکوز کے شیشے دئے جاتے رہے۔ طبیعت کمزور ہونے لگی۔ ضعف بڑھتا گیا۔ تاہم ہم خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے دعاؤں پر زور دیتے رہے۔ صدقہ بھی دیا گیا۔ آخر دم تک یہی امید تھی کہ خدا تعالیٰ اپنی قوتِ غیبی سے والدہ محترمہ کو جلد صحتیاب کر کے ہمارے سروں پر ان کا مبارک وجود سلامت رکھے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی تقدیر غالب آئی اور آخرکار وہ اپنے مولائے حقیقی سے جا ملیں۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کی رضا پر راضی ہو گئے

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میری والدہ محترمہ کی تاریخ پیدائش ۱۲ر اکتوبر ۱۸۸۵ء تھی۔ اس لحاظ سے ان کی عمر بوقت وفات ۸۵ سال تھی۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت والد محترم رضی اللہ عنہ کی عمر بھی قریباً ۸۵ سال کی ہوئی۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۲ر اکتوبر ۱۸۷۸ء کو ہوئی تھی اور وفات ۲۶ر فروری ۱۹۶۲ء کو ہوئی تھی۔

ہر انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے مگر کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنی اس فانی زندگی میں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے خدا تعالےٰ سے اپنا گہرا تعلق قائم کر لیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے والدہ محترمہ کو احمدیت قبول کر کے ایک پاک انقلاب اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا کی۔ اس سے آپ کا وجود خدا نما بن گیا۔ الحمد للہ۔ عشقِ الٰہی ان کی غذا بن گئی بلکہ والدہ محترمہ حضرت والد صاحب رضی اللہ عنہ کے رنگ میں رنگین ہو گئی تھیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے اوصافِ حمیدہ سے نوازا تھا کہ وہ نہ صرف ہماری والدہ تھیں بلکہ ہزاروں کی والدہ بن گئیں۔ اور جو بھی آپ سے گہرا تعلق قائم کرتا آپ کے اوصافِ حمیدہ اور اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا الحمد للہ

چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت والد صاحب رضی اللہ عنہ سے احمدیت کی بے نظیر خدمت لینی تھی اس لئے انہیں ایسا رفیقِ حیات عطا فرمایا جس سے ان کو اس عظیم الشان دینی خدمت بجا لانے میں غیر معمولی مدد ملتی رہی۔ الحمد للہ اور یہ ہماری والدہ محترمہ کی ہی توجہ اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ ہم جو ان کی اولاد ہیں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے جذبہ سے ہمارے قلوب معمور ہیں۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند۔ تہجد گزار۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والی اور دعا گو خاتون تھیں قدرت نے انہیں ذہین بنایا تھا اور غیر معمولی قوتِ حافظہ، جواں ہمتی، ہمدردی اور ہر دلعزیز صفات نے آپ کی شخصیت کو مزین کیا تھا۔ الحمد للہ

اللہ تعالےٰ نے حضرت والد محترم کی طرح اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور اس کے لئے ہر ممکن قربانی کرتے رہنے کا والہانہ جذبہ عطا کیا تھا۔ الغرض والدہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ المعروف منٹھی ماں نہ صرف ہم سب کے لئے بلکہ ہزاروں کے لئے فی الحقیقت وہ "منٹھی ماں" بن گئی تھیں۔ انہی اوصاف کے تحت حضرت والد محترم کی ۸ سالہ مفارقت کا عرصہ کبھی محسوس نہ ہوا۔ لیکن اب جبکہ وہ ہم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو چکی ہیں تو خاندان کا ہر فرد شدت سے اس خلا کو محسوس کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کے مجروح قلوب پر مرہم لگائے اور ہمارا ہر وقت حافظ و ناصر ہو

ہمیں والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد سے اب تک کئی احباب، بزرگوں کی طرف سے ہمدردی اور تعزیت کے خطوط اور تار موصول ہوئے ہیں جن کے لئے میں اور میرے بھائی یوسف احمد الہ دین صاحب ایم ۔۔۔ اور ہمشیرہ فاطمہ بیگم صاحبہ سیٹھ فاضل الہ دین صاحب اور دیگر ممبرانِ خاندان ان سب احباب و بزرگان کے مشکور و ممنون ہیں جو ہمارے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب کی دعاؤں کو ہمارے حق میں قبول فرمائے ہمیں ہمت اور طاقت دے تاکہ ہم اس صدمہ کو برداشت کر سکیں اور خدا تعالےٰ ہر وقت ہمارا حافظ و ناصر رہے۔ آمین

جماعت احمدیہ یادگیر کا ماہانہ تربیتی اجلاس

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر

مورخہ ۳۰ر جنوری بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ یادگیر میں مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر کی صدارت میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حکیم شیخ عبدالغنی صاحب نے کی۔ اس کے بعد عزیزم حمید احمد صاحب غوری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

پہلی تقریر مکرم محمد خواجہ صاحب غوری کی تھی۔ آپ نے نمازوں میں باقاعدگی کی اہمیت کو نہایت مدلل اور موثر رنگ میں بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ ہر حال میں ہمارے لئے لازمی اور ضروری ہے جبکہ دوسرے ارکان مشروط ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کے بارے میں بہت تاکید فرمائی ہے۔ اور تارکِ صلوٰۃ کو خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا منکر قرار دیا ہے۔

دورانِ تقریر میں موصوف نے بتایا کہ انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ نمازوں میں غفلت اور کوتاہی نہ کرے تو اس کے گناہوں پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے پردہ ڈالا جاتا ہے۔ پس ایک مومن کو اپنی روحانی بقا و ترقی کے لئے نمازوں کا کما حقہ پابند ہونا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ احباب کی خواہش کے مطابق میں نے جلسہ سالانہ ربوہ کے تاثرات سنائے۔ میں نے قرآن کریم کی آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی تلاوت کے بعد بتایا کہ آنحضرت صلعم کا رحمتِ مجسم ہونا آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ چنانچہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اس کا بین ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ مجسم تھے تبھی آپ کی روحانی اولادوں کو رحمت ورثہ میں ملی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے پیارے امام کا وہ رحیما اور پدرانہ سلوک بیان کیا جو ربوہ میں حضور نے اپنے خدام سے فرمایا۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد اجلاس ختم ہوا۔

ڈاکٹر ایم چنا ریڈی اور شری پرکاش ویر شاستری ایم پی

کو

جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے اسلامی لٹریچر کی پیشکش

۲۳ر جنوری کو یادگیر میں سبھاش چندر بوس کی جینتی منائی گئی دور دراز علاقوں سے ہزاروں افراد کے علاوہ تلنگانہ پرجا سمتی کے صدر ڈاکٹر ایم چنا ریڈی اور بھارتیہ کرانتی دل کے جنرل سیکرٹری شری پرکاش ویر شاستری ممبر پارلیمنٹ نے بھی شرکت کی۔ ہر دو لیڈروں نے سبھاش چندر بوس کو خراجِ تحسین ادا کیا اور اتحاد و اتفاق سے ملک کی تعمیر کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی۔ جماعت احمدیہ چونکہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور تبلیغِ اسلام ہی ہمارا نصب العین ہے لہٰذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ نے دونوں مذکورہ لیڈروں کی خدمت میں جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا

1- Why I believe in Islam
2- The last message of the Prince of peace
3- Characteristics of Quranic teachings.
4- A message of peace and a word of warning
5- Muhammad - the Kindred to the humanity
6- Ahmadiya movement in India
7- Islam the need of hour

اس کے علاوہ کچھ لٹریچر احمدیہ مسلم کیلنڈر اخبار ملاپ حیدرآباد۔ سیاست، بیدرآباد۔ رہنمائے دکن حیدرآباد۔ بانز بھی نیشن بنگلور۔ انقلاب بمبئی کو بذریعہ ڈاک بھجوا دیئے گئے

خاکسار غلام نبی مبلغ یادگیر

وصیّتیں

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اخبارات میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کرے۔ تاکہ منظوری سے قبل اس اعتراض پر غور کر لیا جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیّت نمبر ۱۳۷۶۳ - منکہ لطیف النساء بی بی بیوہ سید عبدالواسع صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن پدن پدا ڈاکخانہ ترلبسو ضلع پوری صوبہ اڑلیسہ آج مورخہ ۲۵/۱/۶۹ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ زمین ایک ایکڑ قیمت ۔/۳۷۰۰ روپیہ۔ ایک گرا قیمتی ۔/۲۵ روپیہ۔ تھالی ایک قیمتی ۔/۸ روپیہ لٹیا ایک قیمتی ۲ روپیہ پیالہ ایک قیمتی ۵ روپے کٹورے دو عدد قیمتی ۸ روپیے۔ گلاس ایک قیمتی ۵۰-۲ روپیہ۔ بدنا ایک قیمتی ۲ روپیہ۔ گوٹھ نقری وزنی ۱/۲ ۲ تولہ قیمتی ۵۰-۵۲ روپیہ۔ ماکڑی طلائی ایک چار ماشہ قیمتی ۲۷ روپیہ پھول طلائی چار عدد قیمتی ۶۲ روپیہ مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ۔ پنشن ماہوار ۵۰-۳۴ روپیہ۔ پنشن یکمشت تین سال کی ۔/۱۹۹۴ روپیہ۔ دو ٹرنک قیمتی ۲۰ روپیہ۔ سوٹ کیس ایک قیمتی ۵ روپیہ ہاتھ بکس ایک قیمتی ۱۰ روپیہ۔ الماری ایک قیمتی ۳۰ روپیہ۔ کل میزان ۰۰-۷۰۱۴ روپیہ میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اتنی رقم یا اتنی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ تاریخ ۲۵ جنوری ۱۹۶۹ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم آمین ثم آمین

الامۃ لطیف النساء بی بی گواہ شد خلیل الدین احمد خان احمدی برادر موصیہ۔ ٹیچر نیالی ہائی سکول نیالی۔ ڈاکخانہ نیالی ضلع کٹک۔ اڑلیسہ گواہ شد ہدایت اللہ خان احمدی ۲۵/۱/۶۹

وصیّت نمبر ۱۳۷۷۰ - منکہ ثریا بانو اہلیہ مولوی جلال الدین صاحب نیّر قوم احمدی پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۶/۱/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائداد حسب ذیل ہے :- ۱- حق مہر دو ہزار روپیہ بذمہ شوہر ۲- زیور ہار طلائی ۱۰/۲۱ گرام۔ کانٹے طلائی ۱۲ گرام۔ انگوٹھی طلائی دو عدد ۶ گرام کل ۲۰/۴۰ گرام قیمتی اندازاً ۹۳۶ روپیہ ۳- دستی گھڑی قیمتی ۔/۱۰۰ روپیہ۔ میں اپنی جملہ جائداد قیمتی ۔/۳۰۳۶ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملازمت میں ہوں۔ مجھے مبلغ ۔/۹۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی آمد موجودہ یا آئندہ جو بھی ہو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ الامۃ ثریا بانو ۶/۱/۶۹ گواہ شد جلال الدین نیّر ولد شیخ حسین صاحب مرحوم شوہر موصیہ۔ میں اپنی بیوی کے حق مہر دو ہزار روپیہ کے حصہ جائداد دو صد روپیہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔ دستخط جلال الدین شوہر موصیہ ۶/۱/۶۹ - گواہ شد چودھری فیض احمد گجراتی ولد حافظ غلام غوث صاحب مرحوم سکنہ قادیان بقلم خود ۶/۱/۶۹

وصیّت نمبر ۱۳۷۷۴ - منکہ محمد عبدالقادر آرٹسٹ ولد محمد علی صاحب گڈّے قوم احمدی پیشہ آرٹسٹ عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۴/۱/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائداد میں ایک رسٹ واچ ہے۔ جس کی قیمت اندازاً دو صد روپیہ ہے۔ میری آمد ماہوار ۔/۱۰۰ روپیہ ہے جو کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ میں اپنی آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد محمد عبدالقادر موصی ۲۴/۱/۶۹ گواہ شد محمد عبدالبصیر ولد سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم سکنہ یادگیر ۲۴/۱/۶۹ گواہ شد محمد عبدالغفار ولد سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم سکنہ یادگیر ۲۴/۱/۶۹

وصیّت نمبر ۱۳۷۷۵ - منکہ شبیر بی زوجہ سید محمود علی صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کرنول ڈاکخانہ کرنول ضلع کرنول صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۱/۱/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائداد اس وقت کان کے تنکے طلائی نصف تولہ ہے جس کی قیمت ایک صد روپیہ ہے۔ میرا حق مہر مبلغ پانچ سو روپیہ ہے جو بذمہ شوہر واجب الادا ہے۔ میں اس جائداد کے یا آئندہ جو بھی جائداد پیدا کروں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری کوئی آمد ہو گی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ الامۃ شبیر بی موصیہ۔ گواہ شد سید محمود علی شوہر موصیہ ساکن کرنول ۲۱/۱/۶۹ گواہ شد محمد عظمت اللہ ولد نعمت اللہ صاحب آف حیدرآباد حال کرنول داماد موصیہ۔ ۲۱/۱/۶۹

وصیّت نمبر ۱۳۷۷۹ - منکہ سیدہ مبارکہ خاتون زوجہ سید عبدالقیوم صاحب قوم سید پیشہ گھریلو عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی سکنہ کوسمبی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑلیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۲/۱۲/۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری جائداد حسب ذیل ہے :- (۱) حق مہر جو خاوند پر واجب الادا ہے ۔/۱۰۰۰ روپیہ ۲- طلائی زیورات (ر) ہار طلائی وزنی اندازاً ۳/۴ ۱ تولہ قیمتی ۲۷۵ روپیہ (ب) مالا دو عدد اندازاً وزن ۳/۴ ۱ تولہ قیمتی ۲۷۵ روپیہ (ج) کان کے پھول دو عدد وزن ۱/۲ تولہ کان کے پھول دو عدد زنجیر کے ساتھ ۳/۴ ہر دو کی قیمت ۲۵۰ روپیہ (د) ایک انگشتری وزنی اندازاً ۱/۴ تولہ ۵۰ روپیہ کل جائداد ۱۸۵۰ روپیہ۔ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں الامۃ سیدہ مبارکہ خاتون بقلم خود ۶۹-۱۲-۲۲ گواہ شد سید بدرالدین احمد عفی عنہ موصی نمبر ۵۳۸۷ انسپکٹر وقف جدید قادیان ۲۲/۱۲/۶۹ گواہ شد سید عبدالقیوم شوہر موصیہ ۲۲/۱۲/۶۹ - میں تصدیق کرتا ہوں کہ ایک ہزار روپیہ مہر کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ایک صد روپیہ ادا کرنے کا میں ذمہ دار ہوں سید عبدالقیوم احمدی

وصیّت نمبر ۱۳۷۸۰ - منکہ سید محمد یوسف ولد شاہ بذل الحسن صاحب قوم مسلمان پیشہ پنشنر عمر ۷۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن احمدیہ بلڈنگ محلہ رامسر ڈاکخانہ بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۷۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائداد نہیں۔ البتہ میرے پاس نقد ایک ہزار روپیہ ہے اور علاوہ اس کے میری ماہوار پنشن مبلغ اسّی روپیہ ہے۔ میں اپنی آمد کے اور ایک ہزار روپیہ کے جو میری تحویل میں ہے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی میری منقولہ یا غیر منقولہ جائداد ثابت ہو گی یا میں پیدا کروں گا تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اس جائداد کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جو بھی میری جائداد ثابت ہو گی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد محمد یوسف احمدیہ بلڈنگ بھاگلپور سٹی ۱۶/۱/۷۰ گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگلپور (بہار) گواہ شد محمد ایوب ریٹائرڈ اے ڈی ایم بھاگلپور ۱۶/۱/۷۰

وصیّت نمبر ۱۳۷۸۱ - منکہ محمد سلیم نور ولد محمد عثمان صاحب نور قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن بھدرک (حال قادیان) ڈاکخانہ بھدرک ضلع بالاسور صوبہ اڑلیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹/۲/۷۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا کارکن ہوں۔ میری اس وقت ماہوار تنخواہ ۔/۹۰ روپیہ ہے۔ میں اپنی موجودہ وآئندہ آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد محمد سلیم نور موصی ۹/۲/۷۰ گواہ شد چودھری عبدالقدیر ولد چودھری سردار خان صاحب درویش قادیان گواہ شد چودھری فیض احمد ولد حافظ غلام غوث صاحب درویش قادیان ۹/۲/۷۰

درخواست ہائے دعا

۱- میری والدہ محترمہ ایک مدت سے سخت بیمار چلی آ رہی ہیں علاج جاری ہے ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے خاکسار بشارت احمد مبلغ چیمبہ

۲- مکرم محمد مخدوم صاحب پٹیل سکنہ اونکور کا لڑکا محمد چاند پٹیل حبس دوام کی سزا بھگت رہا ہے اس کی رہائی کے لئے اپیل کی جاری ہے۔ مخدوم صاحب نے اعانت بدر کے لئے دس روپیے بھی بھجوائے ہیں۔ رہائی کی کوشش میں کامیابی کیلئے احباب دعا فرمادیں محمد معین الدین محبوب نگر

۳- میرا چھوٹا بھائی عزیز ظفرالدین احمد امسال بی ایس سی کا اور عزیز ناصر احمد پالیٹکنک کا امتحان دے رہے ہیں۔ دونوں عزیزان کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اہلیہ سید بدرالدین احمد انسپکٹر وقف جدید قادیان

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

پہلی چیز بازاروں میں نظر آتی ہے جب کوئی تماشا ہو رہا ہو۔ دوسری چیز جمعہ کے دن مسجدوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جب ہزاروں انسانوں کی منظم و مرتب صفیں ایک مقصد، ایک جہت، ایک حالت اور ایک ہی کے پیچھے مجتمع ہوتی ہیں۔" (صفحہ ۱۴۷)

(۶) — آگے چل کر تلاشِ امام کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:-

"اب بھی اگر کام ہے تو یہی کام اور غم ہونا چاہیئے تو اسی کا۔ سچے کام کے کرنے میں کتنی ہی دیر ہوجائے مگر جب کبھی کیا جائے، سچائی ہے۔ اس کے لئے نہ تو کوئی وقت ناموافق ہے، نہ کوئی جگہ مخالف۔ اس کے کرنے میں جس قدر دیر کی جائے گی معصیت اور ہلاکی ہے۔ لیکن جب کبھی بھی کہ دیا جائے سچائی اور نیکی ہے۔ اور اس کا ثمرہ زندگی اور کامرانی۔" (صفحہ ۱۴۹)

مولانا آزاد مرحوم کے یہ قیمتی افکار اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنے دل میں جگہ دیں۔ ان کی پراگندگی اور تشتّت کا واحد علاج ہے خلافت سے وابستگی اور اس سے اپنا رشتہ جوڑ لینا — مسئلہ خلافت کے متعلق مولانا مرحوم کے خیالات ان کی قابلِ قدر تصنیف سے پیش کرنے کے ساتھ ہی ہم تمام مسلمانوں پر یہ حقیقت بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کوئی مصنوعی امام اور خلیفہ ان کا چارہ گر نہیں بن سکتا۔ انسانوں کا اپنا بنایا ہوا امام مسلمانوں کو بامِ ترقی پر پہنچا نہیں سکتا۔ وہی خلیفہ اور وہی امام مسلمانوں کے لئے واجب الاطاعت ہوسکتا ہے، اور وہی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح ترقی دے سکتا ہے۔ جس کی خلافت آیتِ قرآنی لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ کے ماتحت ہو۔ جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہو، جو نائب ہو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور جو بروز ہو سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور یقیناً اس قسم کا خلیفۃ اللہ آج روئے زمین پر بجز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کوئی نہیں جن کے بعد منہاجِ نبوت پر خلافت کا سلسلہ قائم ہوا اور جن کے قائم کردہ سلسلہ کے تیسرے جانشین سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ جن کی قیادت میں آج جماعتِ احمدیہ روحانی لحاظ سے ہمہ جہتی ترقیات کی طرف قدم بڑھاتی چلی جارہی ہے۔ اس لئے مبارک ہے وہ جو حق کو قبول کرے اور صاف دل و دماغ سے ان باتوں پر غور کرے۔ اور پورے عزم کے ساتھ سیدھی راہ کی طرف قدم اٹھائے کہ ہر قسم کے امن و سلامتی کی یہی راہ ہے۔ کما قال المسیح الموعودؑ ؎

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے!
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

تعزیتی قرارداد منجانب انجمن وقفِ جدید قادیان

رپورٹ مکرم انچارج صاحب وقفِ جدید کہ ربوہ سے آمدہ تار کے ذریعہ حضرت اُمِّ مظفر صاحبہؓ کے انتقالِ پُر ملال کی خبر موصول ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ممبران انجمن وقفِ جدید کی منظوری کے لئے درج ذیل تعزیتی قرارداد مجلس میں پیش ہے۔

مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے غیر معمولی اجلاس میں حضرت سرور سلطانہ صاحبہ کی وفات پر دلی رنج اور گہرے صدمہ کا اظہار کرتی ہے محترمہ حضرت سرور سلطانہ صاحبہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہو ہونے کی وجہ سے جماعت میں ایک بلند مقام حاصل تھا کیونکہ آپ حضورؑ کے نامور اور جلیل القدر فرزند قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی زوجیت کا شرف حاصل کرکے اس مقدس خاندان کا جزو لاینفک بن گئیں۔ آپؓ کو ایک یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی بھاوج اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی چچی تھیں۔ اس قسم کے مبارک وجودوں کی وفات کا صدمہ حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی افسوسناک ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے قلوب اس غم سے متاثر ہوئے ہیں۔ ہم خدا تعالےٰ کی رضا پر راضی رہ کر یہی کہتے ہیں کہ ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم جملہ اراکین مجلس وقفِ جدید قادیان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، محترمہ صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ اور مرحومہؓ کے دیگر تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں نیز خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام جماعت احمدیہ سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور بارگاہِ ربّ العزت میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سرور سلطانہ صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرماتے اور پسماندگان کا ہر حال میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اس ریزولیوشن کی نقول حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت ممدوحہؓ کی اولاد اور بھائیوں اور ہفت روزہ بدر و روزنامہ الفضل کو بھجوائی جائیں۔

پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ انچارج صاحب وقفِ جدید منظور ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

اعلاناتِ نکاح

مسماۃ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ بی۔ اے بنت مکرم سید کریم بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کا نکاح ہمراہ سید غلام احمد صاحب ربانی۔ ایم۔ اے ابن مکرم سید عبد القدیر صاحب آف کٹک مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج مغربی بنگال و اڑیسہ نے مورخہ ۲۲ر فروری ۷۰ء کو پڑھا۔ اور مناسب موقعہ ایک تربیتی خطبہ دیا۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب صد رحمت و برکت بنائے آمین۔

خاکسار محمد نُور عالم نائب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔

— (۲) —

خاکسار نے مورخہ ۱۹ر ماہ تبلیغ کو مکرم چوہدری غلام احمد صاحب آف لوہارکہ (پونچھ) کی لڑکی مسماۃ رشیداں کا نکاح مکرم محمد شریف صاحب ولد غلام نبی صاحب آف لوہارکہ کے ہمراہ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ دوست دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے۔

خاکسار شیخ حمید اللہ مبلغ پونچھ۔

درخواست ہائے دُعا

★ — مکرم مرزا شیر علی بیگ صاحب مانکا گوڑا اڑیسہ کے دو پوتے مکرم عاشق علی صاحب و مکرم اشرف علی صاحب اسال ایس۔ ایل۔ سی کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے ہر دو کی اعلیٰ و نمایاں کامیابی کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

★ — خاکسار اپنی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے جملہ احباب و بزرگان کی دعاؤں کا محتاج ہے۔

خاکسار میر عبد الرشید تبسم یاڑی پورہ (کشمیر)

★ — مکرم ملک محمد اکرم صاحب ربوہ اپنی والدہ محترمہ کی صحت کے لئے اور اپنی کامیاب زندگی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان۔

★ — عزیز سید منیر احمد اور عزیز محمد عبد الحمید امسال میٹرک کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں نمایاں کامیابی کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار سید عبد الہادی احمدی اورنگ آباد

★ — ہماری جماعت کی ایک بہت مخلص و جوشیلی نفس مکرمہ و محترمہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ اہلیہ سید احتشام الدین صاحب عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں، صحتِ کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد احمد سیکرٹری مال جمشید پور۔

اعلان برائے ملازمت

جزائر انڈیمان سے ایک مخلص دوست نے اطلاع دی ہے کہ یہاں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بی۔ اے اور بی ایڈ وغیرہ کی تعلیمی قابلیت رکھنے والے احباب کیلئے ملازمت کے اچھے مواقع موجود ہیں۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مع نقول سندات مقامی جماعت کے عہدیداروں کی تصدیق اور سفارش کے ساتھ جلد نظارت ہذا میں بھجوادیں تاکہ مناسب کارروائی عمل میں لائی جاوے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

بدر کا مسیح موعود نمبر

حسب سابق ادارہ بدر مورخہ ۱۹ر ماہ حال کو مسیح موعود نمبر شائع کر رہا ہے اس خصوصی شمارہ کے لئے جماعت کے اہلِ قلم احباب اور شعرائے کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر بدر

دعائے نعم البدل

خاکسار کے بڑے لڑکے عزیز بشارت احمد کا بچہ فوت ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے بھی عزیز موصوف کا ایک بچہ فوت ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بچہ کی والدہ کے لئے یہ صدمہ ناقابلِ برداشت ہوگیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ بچہ کی والدہ کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور نعم البدل سے نوازے آمین۔ خاکسار شیخ محمد گجراتی درویش قادیان

ضروری اعلان

بسلسلہ دورہ چوہدری مبارک علی صاحب ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ازمحترم حضرت مولینا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مالی سال کے صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ اور نظارت بیت المال نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ابھی اکثر جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے اپنا نصف چندہ بھی نہیں بھجوایا۔ اور بعض افراد ایسے ہیں جنہوں نے سارا سال ایک روپیہ بھی خدا کے رستہ میں نہیں دیا۔ اگر ایسے احباب کا معاملہ اب بھی لوکل عہدیداران مرکز کے سامنے پیش نہ کریں۔ تو ایسے عنصر کے اثرات دوسروں پر بھی پڑیں گے۔ پس ضروری ہے کہ تمام عہدیداران ایسے مستقل نادہندگان پر واضح کردیں کہ ایسے لوگوں کا جماعت میں کوئی ٹھکانا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارے ان بھائیوں پر رحم کرے۔

چونکہ مالی سال کے آخری دو ماہ رہ گئے ہیں اسلئے نظارت بیت المال کے تمام انسپکٹران مختلف علاقوں میں حصول چندہ جات کیلئے روانہ ہوچکے ہیں۔ اسلئے تمام عہدیداران اور دوست خاص طور پر اُن کے ساتھ تعاون کریں۔ اور کوشش کریں کہ ہر جماعت سے سو فیصدی وصولی ہوجائے۔

علاقہ یوپی۔ بہار اور بنگال کے چندہ جات کی وصولی کی رفتار جنوبی ہند کی جماعتوں کی نسبت بہت ہی تھوڑی ہے۔ اسلئے اس علاقہ میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ناظر بیت المال آمد خود دورہ پر تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ انشاء اللہ مورخہ ۱۰/۳ کو قادیان سے روانہ ہوں گے۔ اور ۱۱/۳ کو بریلی پہنچیں گے۔ اس کے بعد یہ اپنے پروگرام کے متعلق جماعتوں کو ساتھ ساتھ اطلاع دیتے جائیں گے۔ لہذا میں اس علاقہ کے دوستوں سے بطور خاص اپیل کرتا ہوں کہ وہ ناظر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرماویں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کنندگان کے متعلق واضح رنگ میں فرمایا ہے کہ ایسے دوست جو تین ماہ تک لازمی چندہ جات ادا نہیں کرتے اُن کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس اے عزیز بھائیو! اگر آپ اپنے خدا تعالیٰ کے محبوب رسول صلعم اور اس کے مقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سچا اور حقیقی تعلق رکھتے ہیں تو اس کا عملی نمونہ بھی دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ اور آپ کے قلوب میں مالی قربانی کیلئے وسعت پیدا کرے۔

خاکسار:-
عبدالرحمٰن
ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفتہ قرآن مجید

۲ رہجرت (مئی) تا ۸ رہجرت (مئی) ۱۳۴۹ ہش (۱۹۷۰ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فیصلہ کی تعمیل میں اعلان کیا جاتا ہے کہ تمام جماعتیں مئی کے پہلے ہفتہ کو بطور ہفتہ قرآن مجید منائیں تاکہ تعلیم قرآن پاک کی تحریک پوری طرح کامیاب ہوجائے۔

اس ہفتہ میں ہر جماعت میں روزانہ مختصر اجلاس کیا جائے جس میں ہر روز مندرجہ ذیل عنوانوں پر باری باری دس پندرہ منٹ کی ایک مناسب تقریر ہوا کرے۔

(۱) — قرآن پاک مکمل شریعت ہے۔
(۲) — قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔
(۳) — قرآن پاک کے شیریں ثمرات۔
(۴) — قرآن مجید میں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے ہدایات۔
(۵) — اسلامی نظام اور اس کی اطاعت کے لئے قرآنی ارشادات۔
(۶) — قرآن مجید کے فضائل و امتیازات۔
(۷) — خلافت ثالثہ کی تحریک تعلیم قرآن پاک (حضور کے ارشادات سنائے جائیں)

امراء کرام اور صدر صاحبان ابھی سے اس ہفتہ کا اہتمام فرمائیں اور موزوں احباب کو تقریر کے لئے مقرر فرمائیں۔ جن مقامات پر مستورات علیحدہ جلسے کرسکیں وہاں پر لجنات اماء اللہ ان کا اہتمام فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اعلان منجانب نظارت علیا قادیان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جب بھی کسی جماعت کو اپنے کسی کمزور یا معذور یا نادار فرد کی امداد وغیرہ کے لئے کوئی معاملہ نظارت ہذا میں بھجوانا مقصود ہو تو اس کو اپنی جماعت کی مجلس عاملہ میں پیش کرکے سارے حالات مقامی و مرکز کو مدنظر رکھ کر سفارش کرکے بصورت ریزولیشن بھجواتے جایا کریں۔ اور ساتھ نقل ریزولیشن ہو اور جملہ عہدیداران کے دستخط ہوں۔ ورنہ ایسے معاملات جو بغیر رپورٹ مجلس عاملہ کے بھجوائے جائیں گے قابل قبول نہیں ہوں گے۔ امید ہے آئندہ تمام جماعتیں اس پر عمل کرکے شکریہ کا موقعہ دیں گی۔

ناظر اعلیٰ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23—1652 / 23—5222 }

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۳۲۷۲ — ۴۴
★ شو روم: ۳۱/۱۰ نوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۰۴۰۱ — ۳۴
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ GLOBE EXPORT

دورہ مکرم سید بدر الدین احمد صاحب

انسپکٹر وقف جدید

جماعت ہائے احمدیہ اترپردیش۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ

مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید، اترپردیش۔ بہار۔ بنگال اور اڑیسہ کی جماعتوں میں وقف جدید کے چندوں کی وصولی اور وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے ۲ رامان (مارچ) کو قادیان سے روانہ ہورہے ہیں۔ انسپکٹر صاحب موصوف یو۔ پی کی جماعتوں سے اپنا دورہ شروع کریں گے۔ جملہ عہدیداران و مبلغین کرام اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے دورہ کو کامیاب بنانے میں اپنا پورا تعاون پیش کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان